Volume IV
No. 44

SP. IV-44-76 (E)
250

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, May 14, 1976

CONTENTS

	PAGES
Resolution *Re* : Fixation of minimum paddy price and procurement of paddy directly from growers instead of rice from millers so as to assure fair price to growers—*Talked out* ...	219
Resolution *Re* : Recognition of the Tanzeemul Madaris (Ahl-e-Sunnah) Pakistan's certificate as equivalent to Degree of Bachelor of Arts— *Talked out*	229
Resolution *Re* : Supply of Sui gas to Mandi Bahauddin on priority basis—*Deferred*	249

PRINTED AT THE CARAVAN PRESS, DARBAR MARKET, LAHORE
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI

Price Paisa: 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Firday, May 14, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at half-past nine of the clock in the morning. Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(*Recitation from the Holy Quran*)

RESOLUTION *RE*: FIXATION OF MINIMUM PADDY PRICE AND PROCUREMENT OF PADDY DIRECTLY FROM GROWERS INSTEAD OF RICE FROM MILLERS SO AS TO ASSURE FAIR PRICE TO GROWERS

Mr. Chairman : Now, we take up resolutions. I think, this resolution of Mr. Khoso at item No. 2 was moved ?

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes, Sir.

Mr. Chairman : And had the discussion also started ?

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes, Sir, it was discussed. I had spoken on it and a number of honourable Senators had also spoken on it. It was deferred because the honourable Minister wanted it to be deferred for further discussion.

Mr. Chairman : Is some honourable Minister present here ?

چوھدری ممتاز احمد (وزیر مملکت برائے خوراک): ہاں جناب میں موجود ہوں۔

Mr. Chairman : Does this resolution concern your Ministry ?

Ch. Mumtaz Ahmad (Minister of State for Food) : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Will you wind up the debate ?

Ch. Mumtaz Ahmad : Yes, Sir.

Mr. Chairman : I would like to know whether any gentleman wishes to participate or to add to what has already been said ?

Mr. Tahir Mohammad Khan : Sir, the discussion was closed that day. It was only deferred for the reply of the honourable Minister.

Mr. Chairman : It cannot be closed unless the Minister had taken the floor. Since no other honourable Member wants to take part Ch. Mumtaz Ahmad you can now wind up debate.

چوهدری ممتاز احمد : جناب چیئرمین ! میں اپنے معزز سینٹر کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے یہ ریزولیوشن لا کر اس پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا اور دوسرے سینیٹروں نے بھی اس پر انفارمیٹیو قسم کی باتیں بتائیں گورنمنٹ ان کی مشکور ہے اور ان کی تجاویز غور سے سنی گئی ہیں اور لکھی گئی ہیں اور اس لیے میں ان کا شکر گذار ہوں کہ انہوں نے گورنمنٹ کو یہ موقع دیا ہے کہ گروورز کے بارے میں اس نے جو اچھے اقدامات کیے ہیں اور چاول کی پوری قیمت دینے کے بارے میں جو کچھ کیا ہے وہ میں گزارش کروں گا - جناب چیئرمین ! یہ دھان کے متعلق ریزولیوشن ہے کہ پیڈی جو ہے اس کی کم سے کم پرائس مقرر کی جائے اور اسے خریدا جائے تو اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اس وقت چاول پاکستان کی سب سے بڑی برآمد کرنے والی اجناس میں سے ہے اور اس سال تقریباً چھ سات لاکھ ٹن چاول بر آمد کر کے ہم نے سب سے زیادہ زر مبادلہ کمایا ہے اس لحاظ سے یہ اہم جنس ہے اور اس کے بارے میں ہاؤس کو پوری اطلاعات دیتے ہوئے میں فخر محسوس کرتا ہوں جناب والا ! تقریباً ہر سال چودہ پندرہ لاکھ ٹن چاول مارکیٹ میں آتا ہے اور اگر منوں میں حساب کیا جائے تو یہ تقریباً چار کروڑ من چاول سرپلس کے طور پر مارکیٹ میں آتا ہے جس کو گورنمنٹ خریدتی ہے اور پھر اس کو بر آمد کرتی ہے -

جناب والا ! یہ اتنی بڑی مقدار گورنمنٹ کے بس میں نہیں ہے کہ گورنمنٹ براہ راست گروورز سے چار کروڑ من دھان خرید کر لے اور پھر اس کے چاول بنائے - کیونکہ اس کا بڑا لمبا پراسیس ہے - پہلے دھان خریدنا پڑتا ہے کیونکہ کھیتوں سے گیلی شکل میں بھی آتا ہے اور سوکھی شکل میں بھی آتا ہے - اس کی ورائٹی میں بڑا فرق ہے - پہلے یہ کہا گیا کہ گندم کی طرح اس کی پالیسی بنائی جائے - لیکن گندم کی پوزیشن بالکل الگ ہے کیونکہ گندم ایک خشک جنس ہے جو کہ ایسے موسم میں آتی ہے جو سٹور ہو سکتی ہے - لیکن دھان سٹور نہیں ہو

سکتا - اس کو فوری طور پر منڈیوں سے خرید کر کے کھلے کھیتوں میں پھیلانا پڑتا ہے پھر اس کو سوکھا کر چاول بنانے کے پراسیس سے گزارنا پڑتا ہے - تو جناب والا ! یہ اتنی بڑی مقدار ہے اور اس میں لاکھوں آدمی مزدور ملوث ہیں جو اس کام پر لگ سکتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ایک بہت بڑا عملہ اس کے لیے چاہیئے - بہت بڑے بڑے کھیت چاہئیں اور بہت سا روپیہ چاہیئے - چار کروڑ من دھان کے لیے کم از کم دو ارب روپے گورنمنٹ کو لگانا پڑیں گے - اس لیے یہ بہت مشکل ہی نہیں بلکہ نا ممکن ہے کہ گورنمنٹ کاشتکاروں سے براہ راست دھان خرید کرے اور پھر اس کے چاول بنائے - اس میں پرائیویٹ ٹریڈ اور لاکھوں آدمی ملوث ہیں - اگر گورنمنٹ دھان کے سلسلے میں ضروری انتظامات نہ کرے تو اس کے بیکار ہونے کا خطرہ ہے - لیکن جناب والا ! گورنمنٹ اس کے ساتھ ساتھ اس امر سے بے خبر نہیں ہے کہ کاشتکار کو اس کی جنس کی پوری پوری قیمت دی جائے - اس سلسلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پچھلے دو سال میں کھاد کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں - ٹریکٹر کی قیمت بڑھ گئی ہے اور دوسری چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں جن کی وجہ سے زمینداروں کو پوری قیمت نہیں مل رہی ہے -

جناب والا ! میں اس سلسلے میں چند حقائق اپنے معزز سینیٹر صاحبان کو بتاتا ہوں کہ چاول باسپتی کی قیمتیں دو سال پہلے باسٹھ روپے فی من سے بڑھا کر نوے روپے کر دی گئیں اور اسی طرح کورس رائس کی قیمت ستائیس روپے سے بڑھا کر اڑتالیس روپے فی من کر دی گئی ہے - اسی طرح گورنمنٹ نے دوسری چیزوں کی قیمتیں بڑھائی ہیں باوجود اس کے کہ انٹر نیشنل مارکیٹ میں پچھلے سال سے چاول کی قیمتیں تقریباً آدھی رہ گئی ہیں لیکن اس گورنمنٹ نے پھر بھی کاشتکار کے لیے وہی قیمت برقرار رکھی ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ کاشتکاروں کو وہی قیمت ملتی رہے گی - اس کے علاوہ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کھاد کو subsidize کر دیا ہے اور حالیہ جو فیصلہ ہوا ہے وہ یہ کہ کھاد کی قیمت سات روپے فی بوری کم کر دی ہے - یہ بھی گورنمنٹ نے اپنی طرف سے اور subsidize کیا ہے تو کاشتکار کی سہولت کے لیے قرضے اور مختلف صورتوں میں جو اقدامات کیے جاتے ہیں وہ اس لئے کہ کاشتکار کو آڑھتیوں کے استحصال سے بچایا جائے -

جناب والا ! یہ مارکیٹ کا جو نظام ہے - یہ تقریباً پنجاب میں اچھا ہے اور اس میں پرائیویٹ ٹریڈ ٹھیک چل رہا ہے - گورنمنٹ نے بھی اپنے لیول پر چاول کے کارخانے لگائے جو اب چلنا شروع ہو گئے ہیں اور PASCO کا ادارہ بنایا گیا ہے جو کاشتکاروں کی زرعی اجناس کی قیمتیں مستحکم کرنے کے لیے زرعی اجناس

[Ch. Mumtaz Ahmad]

خرید کرتا ہے اور پرائیویٹ ٹریڈ کے مقابلے میں خریدتا ہے - یہی وجہ ہے کہ مارکیٹ میں قیمتیں مستحکم ہیں - جناب والا ! اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دو سال میں باسمتی دھان کی قیمت چالیس روپے سے بڑھ کر اب پچاس روپے سے پچپن روپے تک ہو چکی ہے اور یہ قیمت لوگوں کو ملی ہے - اس سلسلے میں حکومت اپنی کوششیں ترک نہیں کرے گی اور میں اپنے معزز ممبر صاحبان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی خرید کے لیے گورنمنٹ کا تعاون قائم رہے گا اور اس سلسلے میں گورنمنٹ جلد از جلد ویگنیں مہیا کرے گی اور جلد از جلد پیمنٹ کا بندوبست کرے گی - اس سلسلے میں آئندہ بھی کوشش کرتی رہے گی جس سے اقتصادیات کا یہ نظام چلتا رہے گا اور لوگوں کو وقت پر پیمنٹ ہوتی رہے گی - اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ سندھ کو شکایات زیادہ ہیں - معزز ممبر جناب کھوسو صاحب جو قرارداد لائے ہیں یہ کسی حد تک میں مانتا ہوں کہ بجا ہے کیونکہ سندھ میں جو مارکیٹ کا نظام ہے وہ پنجاب سے پیچھے ہے اور ناقص ہے - اس کے لیے سندھ حکومت نے پہلے کافی کوشش کی ہے اور سندھ کے مارکیٹ نظام کو بہتر بنانے کے لیے مزید ان کو لکھا جائے گا - اس کے علاوہ منسٹر حکومت نے زرعی پالیسی کے طور پر یہ لکھا ہے کہ ضلع کے ڈپٹی کمشنر دھان کی فصل کے موقع پر جا کر دھان کی فصل کی قیمتیں مقرر کریں گے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کو پوری قیمت ملے گی - اس سلسلے میں جب بھی چاول کی پالیسی کی میٹنگ ہو گی تو اس میں غور کیا جائے گا - حکومت اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرے گی کہ دھان کی قیمت لوگوں کو پوری ملے - اس سلسلے میں سندھ سے بھی یہ شکایت ہے کہ ٹوٹے چاول کی ڈسپوزل نہیں ہوتی -

جناب والا ! میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ بروکن چاول جو ہے وہ ہم اس لیے باہر نہیں بھیجتے یا خرید نہیں کرتے تاکہ یہ پاکستان کے غریب عوام کے کام آ سکے کیونکہ چاول کا بڑا حصہ بر آمد ہو جاتا ہے اور وہ مہنگا بھی ہے اور عام لوگوں کی قوت خرید سے باہر ہے کہ وہ خرید کر کھائیں - اس لیے ٹوٹا ایک ایسی چیز ہے جسے یہاں کے لوگ کھاتے ہیں - لیکن اگر ٹوٹا کبھی فالتو ہوا تو پھر اس کو بھی خرید کریں گے اور ایکسپورٹ کارپوریشن کی معرفت اس کو بر آمد کریں گے اور اس طرح انشاء اللہ مارکیٹ کو مستحکم کرنے میں جو کچھ بھی ہم کر سکے کریں گے - اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ سندھ میں کوشش ہو رہی ہے اور ۔لے اسکیم بنائی گئی ہے کہ گورنمنٹ کے اکاؤنٹ پر چاول کے کارخانے لگائے جائیں اور دھان براہ راست کاشتکاروں سے خریدیں - اس کے

ساتھ PASCO کے نظام کو وسیع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور مارکیٹ کے عام نظام کو بھی بہتر بنایا جا رہا ہے - اس سلسلے میں صوبائی حکومت بھی کاشس ہے اور مرکزی حکومت بھی اور آپس میں صلاح مشورے ہر لیول پر ہو رہے ہیں - میں معزز ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ دھان کی قیمت کی شکایت آئندہ بالکل نہیں ہو گی اور اس سلسلے میں اپنے سب معزز ممبران سے گذارش کروں گا کہ یہ قرارداد اس خیال سے واپس لے لیں کہ حکومت پہلے ہی اس بات پر بڑی ایلرٹ ہے اور ہر قسم کی کوشش کر رہی ہے نہ صرف یہ کہ کاشتکاروں کی ضرورتوں کو پورا کرے گی بلکہ پیدا کرنے والوں کو ان کا پورا معاوضہ دیا جائے گا اور ان کا پورا پورا حق دیا جائے گا اور ایسی پالسیاں بنائی گئی ہیں کہ ان کا بالکل نقصان نہیں ہو گا - یہ گورنمنٹ کسی طرح بھی پیداوار کے بڑھنے میں رکاوٹ نہیں ڈالے گی بلکہ ہر قسم کی مدد کاشتکاروں کی کرے گی -

جناب والا ! میں آخر میں پھر معزز ممبر صاحبان سے گذارش کروں گا کہ وہ ہمارے نوٹس میں جو باتیں لائے ہیں حکومت ان پر پوری طرح سنجیدگی سے غور کر رہی ہے - اس لیے وہ اس قرارداد کو اس خیال سے واپس لے لیں کہ حکومت اس معاملے میں ان سے پوراپورا تعاون کرے گی - شکریہ -

Mr. Chairman : Thank you very much.

Shaikh Mohammad Rashid (Minister for Food and Agriculture, Underdeveloped Areas and Land Reforms) : Sir, may I have your permission?

Mr. Chairman : Well, Shaikh Sahib will now make his observations. Yes, Shaikh Sahib !

Shaikh Mohammad Rashid : Sir, the position is that the Government is fully aware of the difficulties of the growers, that they are not getting the due prices of the paddy and that the middle-men are exploiting them. So, the view which the honourable Members have expressed here are very valid views and for that reason even its cognisance was taken by the Agricultare Enquiry Committee and its Chapter 12, clause 3 says :

> "The recommendation was made that wherever possible the Deputy Commissioner of the district concerned shall fix, the price of paddy for their local areas in consultation with the growers and the rice millers to ensure a fair return to the grower. Secondly, that purchase of paddy by public sector rice mills and the other public sector agencies, PASCO, should be increased."

So, Sir, this is a constitutional document. As this has received the assent of the Council of Common Interests, therefore, this is the constitutional responsibility of the Government to ensure that they should get fair return. Further more, even now subsequently, the Government has felt that whatever the difficulties in the purchase of paddy which have been explained in detail by the honourable Minister of State for Food, the Government is also seized of them and the Government is

[Shaikh Mohammad Rashid]

trying to overcome those difficulties by chalking out a programme, a tangible and a workable programme.

Sir, now I am talking of the subsequent development, subsequent to the approval of this document, although this document is a sacred document because it has the constitutional guarantee. So, Sir, I would only assure the honourable Members that in addition to the recommendations which are embodied in this document approved by the Council of Common Interests and also approved by the Prime Minister we are further looking for resolving those difficulties to purchase the paddy. On this assurance I would request the honourable Member to please withdraw his resolution and again I assure him that we will try our utmost even to resolve the difficulties which have been rightly explained by the honourable Minister of State.

Mr. Chairman : Thank you. What is now your reaction, Mr. Khoso ?

Mr. Afzal Khan Khoso : Mr. Chairman, Sir, as regards my arguments, I had gone in length last Friday. Sir, my request was based on two things. Firstly, that the Government should fix minimum paddy prices as the Government fixes rice prices each year. There is a formula that could be worked out as the Government works out the formula for the purchase of rice. There are two varieties of rice when we talk about the rice. The honourable Minister of State has mentioned that from Rs. 27/- the price has been increased to Rs. 48/-. Now, Sir, this price of 48 rupees, the honourable Minister was talking about Irri-6 special variety. But there is also Irri-6 ordinary variety.

Mr. Chairman : If you again raise controversial points then the Minister would like to reply them.

Mr. Afzal Khan Khoso : I have no objection, Sir.

Mr. Chairman : But I will have objection. This unending debate cannot be allowed. The twe Ministers have had their say. The only question is whether you agree to their suggestion, and you withdraw or you want to press.

Shaikh Mohammad Rashid : With your permission, Sir, I have only to assure on behalf of the Government that we honour their views and we are working to resolve the difficulties in fixing paddy prices.

Mr. Chairman : You must have noted the assurance given by Shaikh Sahib.

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, the assurance is there. I understand that. But I also understand the meaning of the assurance. Why not fix paddy prices ? Why not adopt a formula, so that paddy prices are fixed alongwith rice prices each year.

Mr. Chairman : Do you expect any of the two Ministers to get up now and say we already accept your suggestion ? Do you expect that ? They have expressed their view point and you have heard them.

Mr. Afzal Khan Khoso : But, Sir, I have also expressed my view point. That is one thing but we have tried the Deputy Commissioners and each year we hold about 10 meetings. The D. Cs. cannot fix the prices, and when they do fix the prices they are not implemented. That is practical experience. I have been involved in these sort of things in my district. I have spoken to the Chief Minister on the 2nd of March

at Jacobabad and I took a delegation to the Chief Minister and he instructed the D. C. that price should be fixed. We were getting Rs. 26/- but when the D. C. fixed the prices at the instructions of the Chief Minister—I am saying this for the information of the House—the prices went down by four rupees after the Chief Minister left. Sir, there has been no formula and if the formula could be rightly worked out then the prices of rice and paddy could be fixed each year. I think that is not the right answer, Sir, that we are......

Shaikh Mohammad Rashid : Only one minute, Sir.

Mr. Chairman : Yes ?

Shaikh Mohammad Rashid : This is, Sir, precisely the thing which I have submitted and respectfully I again reiterate that the Government is considering to chalk out a formula whereby those difficulties should be resolved. This is precisely what the hon'ble member wants. Now, if he would kindly see me in my office I will be able to explain the detail of what government is considering because here this document means as agreement between the growers and the rice millers but we are going further. I am talking of the subsequent development that the Government is considering further than that to resolve the difficulties.

Mr. Chairman : Now, Mr. Khoso, you must have noted what the hon'ble Minister has stated. To put it in a nutshell the suggestion is this that your points, your objections, have been appreciated and they will be considered. They cannot say, yes or no, to you at this stage but they have noted your objections and they quite appreciate the difficulties and the hardships caused to the growers but they say, we are thinking of chalking out or preparing some formula whereby these difficulties could be tided over or overcome. They do not say that you are wrong and they are not considering that. That is not what they say. Then, there Ministers are concerned with the matter and if they give assurance to you that the objection raised by you and the points made by you will be considered with sympathy then I think that is enough then you can run the risk.

Mr. Afzal Khan Khoso : I would not go to that length but I would certainly ask for a better and less vague assurance on these two points made out and whether the hon'ble Minister would consider the future policy of paddy on the sort of formule that I have suggested.

Mr. Chairman : Won't that thing be sufficient when the Minister has said that your objections and your point of view have been noted and will be considered.

Mr. Afzal Khan Khoso : On these lines ? I want them to be considered on these lines.

Mr. Chairman : 'On these lines' is a diplomatic way of putting the thing. On these lines means that you are confining the consideration of the Government and they cannot deviate from it. They must accept your lines.

Mr. Afzal Khan Khoso : For future consideration. I do not think they should decide now. I say future consideration.

Mr. Chairman : Your objection within the framework of this resolution will surely be considered by the Government.

Shaikh Mohammad Rashid : I go one step further and say it is being considered. It is not that we will consider, it is being considered.

Mr. Chairman : Now, he has gone one step further you also go one step this side.

Mr. Afzal Khan Khoso : This is not my problem only. It is also the problem of the Government.

Shaikh Mohammad Rashid : If you say such a thing then let me be very clear that in this august House, this honourable House, it should not be said by the Hon'ble Member that his line should be adopted. I am sorry I cannot give this assurance.

Mr. Chairman : No, no, that cannot be done.

Shaikh Mohammad Rashid : The question is we can resolve the difficulties further. Sir, I have referred to this formula which is ambodied in the Agricultural Enquiry Committee and I said that the Government is going further to resolve the difficulties.

Mr. Chairman : I quite follow. Mr. Khoso, there is no such commitment and assurance that your lines will be accepted but what I understand him to say is that there is his assurance that your objection and the lines you have put forward, you have brought before the House, they will be considered. By 'consideration' he means to say that he will give due consideration to it. There will be rational consideration of it, not, of course, irrational consideration. I think that is the normal way of coming to some sort of understanding.

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, I have got great regard for the Hon'ble Minister. It is his function to see that the people are not exploited. We are against the exploitation of the masses and that is why I brought this motion. I have no personal grouse.

Mr. Chairman : No, no, you should not suspect that the Minister will sympathise not with the growers but with the millers or somebody else ; the middleman. No, no.

Mr. Afzal Khan Khoso : The hon'ble Minister said something about the millers going out of business. There are about 400 or 500 or say 1,000 millers but there are 25 million people who are suffering.

Mr. Chairman : Now, what is your reply ?

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes, Sir. We will try to...

Mr. Chairman : And all this is being brought on the record.

Mr. Afzal Khan Khoso : We will try. I do not press.

Mr. Chairman : With the permission of the House. I will ask the House.

Mr. Afzal Khan Khoso : I do not press.

Mr. Chairman : All right. You withdraw ?

Mr. Afzal Khan Khoso : I do not press. I withdraw.

Mr. Chairman : Do you withdraw the resolution ?

All right, I will ask the House. Has Mr. Khoso your permission to withdraw the resolution?

Voices : Yes.

Mr. Chariman : In view of the assurance given by the two Ministers and particularly Shaikh Rashid, Mr. Khoso has with drawn his resolution, and the House has consented to it, and they have given permission.

Qazi Faizul Haque : Point of order.

Mr. Chairman : Yes, Qazi Sahib, what do you want to say ? Are you against this cease-fire ?

قاضی فیض الحق : جناب والا ! اب تو یہ ریزولیوشن ہی واپس لے لیا گیا ہے - اس لیے اب میں کچھ نہیں کہتا -

Mr. Chairman : Do you want to reopen ?

قاضی فیض الحق : جناب والا ! محترم وزیر - یقین دہانی کے ساتھ ساتھ کھوسو صاحب کو اپنے دفتر میں اکیلے میں مدعو بھی کیا ہے - یہ ریزولیوشن تو پراپرٹی آف دی ہاؤس تھا جو واپس لے لیا گیا ہے تو محترم وزیر کو چاہئے کہ انہیں اکیلے میں مدعو نہ کریں اور جو کچھ کہنا ہے ہمارے سامنے کہیں -

شیخ محمد رشید : میں نے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے -

Mr. Chairman : Qazi Sahib has yet to learn many things. He has objection to your meeting Mr. Khoso.

ہوتا یہ ہے قاضی صاحب کہ جب وہ ایشورینس دے دیں اور ریزولیوشن واپس لے لیا جائے تو چونکہ ایوان میں بحث محدود ہوتی ہے اور زیادہ وضاحت نہیں ہو سکتی اور مواد اور data زیادہ ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ دفتر میں آ کر بحث کر لیں تاکہ وہ اس کو نوٹ کر لیں اور اس پر غور کریں - تو یہ طریقہ ہے -

Shaikh Mohammad Rashid : And I will put those points before the House.

جناب چیئرمین : تو یہ طریقہ ہوتا ہے - اب تمام سینیٹر آن کے دفتر میں کیسے جائیں -

You want us all to go to his office.

قاضی فیض الحق : جناب والا ! میں بھی اکیلا ہوں - میں بھی جا سکتا ہوں -

Shaikh Mohammad Rashid : Welcome. Even Qazi Sahib can come. You can come.

قاضی فیض الحق : جناب والا ! اب میرے دل میں یہ ہے کہ ان کو اکیلے کیوں بلایا گیا ہے ؟

جناب چیئرمین : آپ شک کرتے ہیں ؟ کوئی لین دین ہے ؟

شیخ محمد رشید : جناب اب قاضی صاحب ضرور آئیں - میں اکیلے ان کو اب ملنا بھی نہیں چاہتا -

چوہدری ممتاز احمد : جناب یہ قاضی صاحب چاول کے علاقے کے نہیں ہیں اس لیے انہیں حق نہیں پہنچتا -

جناب چیئرمین : بلوچستان سے بھی چاول بر آمد ہوتا ہے ؟

قاضی فیض الحق : جی ہاں جناب چیئرمین ! وہاں سے بھی چاول بر آمد ہوتا ہے ضلع نصیر آباد سے اور یہ مسئلہ وہاں پر بھی ہے -

جناب چیئرمین : بلوچستان کے باقی حصے والوں کو نہیں دیتے - وہ ایکسپورٹ کرتے ہیں ؟

قاضی فیض الحق : بلوچستان کو ایکسپورٹ وغیرہ نہیں دیتے -

(مداخلت)

جناب چیئرمین : وہاں سے ایکسپورٹ ہوتا ہے - وہیں سے لیتے ہیں -

Shaikh Mohammad Rashid : Although he hails from the far-flung area yet the real produce is in Sheikhupura. I will not now meet Mr. Khoso, I will meet Qazi Sahib.

Mr. Chairman : All right, Mr. Khoso, Qazi Sahib can accompany you to his office.

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes. Sir. What Qazi Sahib actually meant was that all the speeches made and all the formulas given by the very Senator if all the copies are obtained by the hon'ble Minister the Minister will have a better view. Even then it is not necessary for me or Qazi Sahib.

Mr. Chairman : Do you want to say that the hon'ble Minister concerned should be furnished with the copies ?

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes, Sir, we have had detailed discussion on this. Even that will give enough light on whatever we have had to say.

Mr. Chairman : You can have the copy of the speeches.

Mr. Afzal Khan Khoso : We will have, the hon'ble Minister may also have. Then we can work it out, myself and Qazi Sahib will go together.

Mr. Chairman : Well, if you make a formal request you will have the copies of your speeches, your points or whatever you have said, but you make a formal request for that and then you, armed with those copies, can discuss the matter with the Minister concerned.

Mr. Afzal Khan Khoso : Yes, Sir, when the hon'ble Minister has all the copies of all the speeches, then we will meet him.

Mr. Chairman : All right. This disposes of resolution No. 1. Now we move on to the resolution No. 2, Item No. 3. Yes.

RESOLUTION *Re* : RECOGNITION OF THE TANZEEMUL MADARIS (AHL-E-SUNNAH) PAKISTAN'S CERTIFICATE AS EQUIVALENT TO DEGREE OF BACHELOR OF ARTS

Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi : Sir, I beg to move :

> "That this House is of opinion that the Government do recognize the Tanzeemul Madaris (Ahl-e-Sunnah) Pakistan's certificate as equivalent to degree of Bachelor of Arts."

Mr. Chairman : Yes, the resolution moved is :

> "That this House is of the opinion that the Government do recognize the Tanzeemul Madaris (Ahl-e-Sunnah) Pakistan's certificate as equivalent to degree of Bachelor of Arts."

Opposed ?

Mr. Mohammad Haneef Khan (Minister for Information and Broadcasting) : Yes, Sir, it is opposed.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب والا ! اس ریزولیوشن کے پیچھے ایک پوری اسلامی روحانی اور علمی تاریخ ہے جس کا تعلق بر صغیر پاک و ہند سے ہے - اس ریزولیوشن کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان اور یہاں کے معاشرے میں علماء کو پاکستان کی سوسائٹی میں مؤثر کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جائے اور وہ مدارس ، وہ دارالعلوم کہ جن میں عربی کی تعلیم ، قرآن مجید و فرقان حمید کی تعلیم بنیادی طور پر عربی میں دی جاتی ہے اس تعلیم کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے -

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

وزارت تعلیم اور وزارت اطلاعات و نشریات اور وزارت امور مذہبی آج کل ایک قابل قدر کوشش کر رہی ہیں کہ ملک میں عربی کی تعلیم کو ریڈیو ٹیلی ویژن اور نیشنل سنٹرز وغیرہ کے ذریعے فروغ دیا جائے۔ وہ کوشش جس حد تک ہے بہر حال وہ قابل مبارک باد ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم براہ راست عربی کو سمجھ سکیں اور اس ملک میں قرآن مجید و فرقان حمید کی زبان کو فروغ دے سکیں چونکہ یہ وزارت تعلیم کی وزارت اطلاعات و نشریات و مذہبی امور کے تعاون سے یہ کوشش کر رہی ہے تو میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مدارس جو اس وقت کراچی سے لے کر خیبر تک تقریباً ۹۵ کے قریب ہیں جن میں خالصتاً عربی زبان کی تعلیم دی جاتی ہے ابتداء سے لے کر آخر تک۔ ان کا باقاعدہ ایک نصاب تعلیم ہے کری کولم ہے۔ ان کی سندات کو حکومت باقاعدہ منظور کرے تاکہ وہاں سے نکلنے والے فارغ التحصیل علماء جو ہیں عربی کے سند یافتہ جو ہیں ان کو معاشرے میں جائز مقام دیا جا سکے اور ان سے عربی کے فروغ کے سلسلے میں آگے چل کر کام لیا جا سکے اور حکومت کی ان کوششوں کے سلسلے میں جو کہ وہ عربی کی تعلیم کے سلسلے میں کر رہی ہے ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔

دینی مدارس جن کی یہ تنظیم ہے یہ ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے حکومت پاکستان نے اس کو رجسٹر کیا ہے اور رجسٹریشن سرٹیفکیٹ ان کے پاس موجود ہے دینی مدارس کا ایک خاص طرز فکر ہے ایک انداز ہے اور یہ ایک پرانی تاریخ ہے جو اس سے وابستہ ہے۔ اسلام کی عظیم الشان اسلامی روایات ان مدارس سے وابستہ ہیں جنھوں نے برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے روشن مستقبل کے لیے بڑا مؤثر کردار ادا کیا ہے میں اس کی ابتداء آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ اس سے قبل مختلف ادوار میں جتنے بھی سلاطین گزرے ہیں مثلاً بغداد میں تھے۔ عباسی سلطنت و اموری سلطنت تھی اور اس کے بعد مغل امپائر آئے۔ یہ تمام کے تمام جتنے بھی سلاطین تھے یہ تمام کے تمام مدارس عربیہ اسلامیہ کو ری کگنائز بھی کرتے تھے اور عربی کے فروغ کے لیے اور دینی تعلیم کے لیے زیادہ سے زیادہ سرپرستی بھی کی جاتی تھی۔ بغداد میں اسی طرح کا ایک مدرسہ تھا۔ دارالعلوم مدرسہ نظامیہ، جس سے امام فخر الدین رازی اور امام ابو حامد محمد الغزالی اور سلجوقی سلطنت کے وزیر اعظم نظام الملک طوسی اسی مدرسہ نظامیہ بغداد کے فارغ التحصیل تھے اب میں ان کو مختصر کرتے ہوئے ہندوستان کی طرف آتا ہوں۔ ہندوستان میں مدارس عربیہ اسلامیہ دارالعلوم ایک خاص نظام اور پیٹرن پر تھا اور تحریک آزادی کے عظیم مجاہد فضل الحق صاحب خیر آبادی مولانا کفائت علی صاحب کافی یہ تمام کے تمام

انہی مدارس عربیہ اسلامیہ دارالعلوم سے فارغ التحصیل تھے اور ان مدارس نے عہد مغلیہ میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا اس لیے کہ ان کی سندات کو بھی تسلیم کیا جاتا تھا اور ان سندات کی بنیاد پر ان علماء کو معاشرے میں ان کا جائز مقام بھی دیا جاتا تھا اور وہ مؤثر کردار ادا کر سکتے تھے انگریز کی آمد کے بعد وہ امداد جو ان دارالعلوم ، مدارس اسلامیہ کو دی جاتی تھی بیت المال سے ، وہ بند کر دی گئی اور اس سلسلے میں ایک مختصر سی بات بھی عرض کر دوں اس کا تاریخی پس منظر یہ بھی ہے کہ صوبہ سندھ کا ایک مرکزی مقام ٹھٹھہ تھا - تاریخ سندھ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہد مغلیہ میں شاہ جہانی مسجد اور اس سے ملحقہ جتنے بھی مدارس تھے ان کی تعداد تین سو تھی یہ مدارس جو تھے ان کی ثانوی درجے تک تعلیم تھی اور اس میں مستزاد یہ ہے کہ تقریباً ۷۵ سے زیادہ کالجز تھے جہاں فارسی ، عربی ، دینی ، علمی اور روحانی اور اخلاقی تربیت کا بہترین انتظام تھا - ایسے ایسے مختلف مقامات پر یہ میں نے آپ کو ایک مثال دی ہے - اسی طرح سے اور بہت سے مقامات پر ان میں پشاور بھی تھا ان میں لاہور بھی تھا - لیکن ٹھٹہ اس زمانے میں عہد مغلیہ میں ایک بڑا علمی روحانی اور دینی مرکز تھا اور عہد مغلیہ میں وہ اپنے علمی عروج اور علمی شباب پر تھا - انگریز حکومت کے بر سر اقتدار آنے کے بعد ان تمام مدارس کی امداد بند کر دی گئی جو بیت المال سے ملتی تھی ان کی سندات کو تسلیم نہیں کیا جاتا تھا اور ظاہر ہے کہ جب ایک سند کو تسلیم نہ کیا جائے تو اس سند کا حامل معاشرے میں کوئی جائز مقام حاصل نہیں کر سکتا ، کوئی مؤثر کردار جو اس نے حصول علم کے بعد ادا کرنا ہے وہ نہیں ادا کر سکتا -

انگریز نے جان بوجھ کر یہ اس لیے کیا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ علماء تیار ہوں - وہ نہیں چاہتا تھا کہ دین کی تعلیم کا فروغ مسلمانوں میں ہو - وہ نہیں چاہتا تھا کہ مسلمان مذہب سے با خبر ہو کر عیسائی مشنریوں کے چنگل سے نکل جائیں تو عیسائی مشنریوں کی تمام یلغار تھی - جو کہ انگریز کے ایما پر ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل گئی - ایک طرف انگریز عیسائی شہریوں کی سرپرستی کر رہا تھا تو دوسری جانب مدارس عربیہ اسلامیہ کی سندات کو تسلیم نہ کرکے ان کو اپنی موت آپ مر جانے کے لیے چھوڑ دیا گیا اس سے ان کا مقصد یہ بھی تھا کہ ان ہی مدارس کے فارغ التحصیل علماء جو مساجد میں خطیب بن کر جاتے ہیں - انہی مدارس سے نکلے ہوئے حافظ قرآن رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن سناتے ہیں - انہی مدارس سے نکلے ہوئے عالم اور استاد دعوت اور تبلیغ

[Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

کا اور رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں چنانچہ ہندوستان کی سر زمین بر صغیر پاک و ہند میں انگریز کے چلے جانے کے بعد مدارس عربیہ اسلامیہ محتاج ہو کر رہ گئے حکومت کی سر پرستی ان کو حاصل نہ تھی - اس لیے کے حکومت بدل گئی -

انگریز استعمار تھا اور عیسائی بھی تھا - اسلام کا دشمن بھی تھا - اس لیے علماء نے اپنی جد و جہد کا رخ موڑا اور کوشش اس بات کی گئی کہ کوئی بھی مسجد ہندوستان میں امام سے خالی نہ رہے اور کوئی بھی شہر کسی عالم دین سے خالی نہ رہے تاکہ عیسائی مشنریوں کا مکمل جواب دیا جا سکے علماء کی کھیپ تیار ہو کر نکلتی رہے - اس کے لیے کیا کیا جائے تو انہوں نے لوگوں کے اصحاب خیر سے اپیل کی اور مسلمانوں کے جو سر برآوردہ افراد تھے ایک طرف سر سید احمد نے جہاں یہ کوشش کی کہ مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کر کے حکومت میں اعلیٰ منصب بھی حاصل کریں تاکہ مسلمانوں کا ان کا جائز مقام سیاسی اعتبار مل سکے تو دوسری طرف علماء نے کوشش کی کہ مدارس کا جو کام ہے اس کا تسلسل برقرار رہے اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہے تاکہ کسی ایک مقام پر یہ شکایت نہ ہونے پائے کہ رمضان میں ہمارے ہاں حفاظ نہیں ملتے تراویح پڑھانے کے لیے اور جمعہ کے لیے خطیب کی حیثیت سے کوئی عالم نہیں ملتا خطبہ دینے کے لیے انہوں نے مدارس کی ایک chain پورے ملک میں پھیلا دی اور بہترین قسم کے مدارس ہندو پاکستان کی سر زمین پر قائم کیے گیے اور ان سے پڑھ کر علماء مسلسل نکلتے رہے اور معاشرے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے -

اس کا مقصد صرف یہ ہے اب پاکستان میں ۱۹۴۷ء کے بعد تاریخ بدل گئی، حالات بدل گئے اور ان مدارس عربیہ اسلامیہ کو جو پریشانیاں تھیں اس دور میں وہ پاکستان بننے کے بعد تقریباً ختم ہو جانی چاہئیں تھیں اس لیے کہ وہ ڈیڑھ سو سال تک بڑے صبر آزما مرحلے سے گزرے جس میں انہوں نے کوشش کی کہ اپنا وجود برقرار رکھا جائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول عربی کے جو علوم ہیں، ان کو برقرار رکھا جائے، عیسائی مشریوں سے بھی مقابلہ کیا جائے، عیسائیت کا بھی مقابلہ کیا جائے - اسلام کو بھی برقرار رکھا جائے اور بر صغیر پاک و ہند میں پاکستان و ہندوستان کی سر زمین پر اسلام کی شمع کو روشن رکھا جائے - اس کے لیے ڈیڑھ سو سال تک یہ سلسلہ بغیر حکومت کی سرپرستی نہیں بلکہ مسلسل مخالفت کے باوجود ان مدارس عربیہ اسلامیہ نے اپنا وجود بر قرار رکھا اور علم کی شمع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی شمع کو روشن رکھا، دین کی روشنی سے ہندوستان اور پاکستان کے چپے چپے پر اجالا کیا -

۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور یہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک سنہری باب تھا یہ زریں باب تھا اور اس سلسلے میں میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جب قیام پاکستان کی تحریک چل رہی تھی تو ان مدراس عربیہ اسلامیہ کے فارغ التحصیل بیشمار علماء تھے جنہوں نے قائد اعظم مرحوم و مغفور کی آواز پر لبیک کہا، اور تحریک پاکستان میں، اس کے عملی جہاد عملی طور پر حصہ لیا اور جناب والا! آپ کے علم میں ہے کہ صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں قائد اعظم کے ارشاد پر علماء نے اپنا مؤثر کردار ادا کیا۔ وہ تمام کے تمام علماء انہی مدارس عربیہ اسلامیہ کے فارغ التحصیل تھے۔ جن میں بہت سے ایسے علماء بھی تھے جو اس تحریک میں پیش پیش رہے۔ جناب! آپ خود اس تحریک میں پیش پیش رہے ہیں اس لیے وہ آپ کے علم میں ہیں کہ کون کون سے وہ علماء تھے۔ میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اس لیے کہ اس وقت کوئی تاریخ نہیں لکھی جا رہی۔ نہ مرتب ہو رہی ہے۔ میں نے تو مختصراً اوشارتاً چند باتیں عرض کرنا چاہی تھیں ان کو عرض کیا گیا پاکستان کے قیام میں ان مدارس عربیہ اسلامیہ کے فارغ التحصیل علماء نے مؤثر کردار ادا کیا اور اس امید پر کیا اور وہ امید بر آئی کہ پاکستان میں پاکستان کے جو مسلمانوں کا نشاۃ الثانیہ کا سب سے بڑا مرکز ہوگا اسلامی علوم کا سب سے بڑا مستقر ہوگا اور جہاں سے علمی اور روحانی شمعیں روشن ہوں گی اور اس کا مرکز تمام ملک پر محیط ہوگا۔ اس امید کے ساتھ پاکستان میں ان مدارس عربیہ اسلامیہ نے کام شروع کیا لیکن ۲۰ سال گزر جانے کے بعد اب بھی وہی صورت ہے۔

ابھی تک ان مدارس عربیہ اسلامیہ کی وہی شکل ہے جو انگریز کے عہد حکومت میں ہوتی تھی ان کو وہ مقام اور وہ منصب ابھی تک نہیں مل سکا جو اسلامی عہد حکومت میں برصغیر پاک و ہند میں ان کو حاصل تھا۔ یعنی ان کی سندات کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ چونکہ ان کی سندات کو نہیں تسلیم کیا جاتا اس لئے معاشرے میں انہیں ان کا جائز مقام نہیں مل سکتا اور اس وقت جناب! آپ کے علم میں ہے کہ وزارت تعلیم جو مختلف صوبوں کی ہے وہ اس بات کی جد و جہد کر رہی ہے کہ کالجز میں ثانوی مدارس میں دینیات کی تعلیم دی جائے اور دی جا رہی ہے اس کے لئے علماء کی ضرورت ہے اور یقیناً ضرورت ہے تاکہ قرآن مجید والفرقان حمید کی تعلیم سکولوں، پرائمری سکولوں میں دی جائے اور دی جا رہی ہے اور ظاہر ہے اس کے حفاظ اور قراء کی ضرورت ہے۔ اس میں سے بہت سے مدارس ایسے ہیں کہ جہاں پر صرف تجوید قرآن مجید والفرقان حمید اور

Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi]

حفظ قرآن مجید و الفرقان حمید کی تعلیم دی جاتی ہے اور وہ لازمی ہے اور اس کے بعد وہ علم کی سند کا آٹھ سالہ نصاب ہے وہ پورا کرتے ہیں حافظ بننے کے بعد، قاری بننے کے بعد - تو قاریوں کی بھی ہمیں ملک میں ضرورت ہے حافظوں کی بھی ہمیں ملک میں ضرورت اور علماء کی بھی ہمیں ملک میں ضرورت ہے تاکہ وہ تھیالوجی اسلام کا جو نصاب ہے اس کو بہتر طریقے سے پڑھا سکیں لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ مدارس عربیہ اسلامیہ کہ جنہوں نے علم کی شمع کو انگریز کے عہد حکومت میں ڈیڑھ سو سال تک مسلسل صبر آزما ماحول میں بھی روشن رکھا اور اب بھی روشن کئے ہوئے ہیں، حکومت پاکستان ان سے استفادہ نہیں کر سکتی اس لئے کہ ان کی سندات کو تسلیم نہیں کیا جاتا - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے میں وزارت تعلیم کو متوجہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس مسئلے پر خصوصی توجہ فرمائیں - ان مدارس عربیہ اسلامیہ کی سندات کو تسلیم کیا جائے تاکہ ان سے فارغ التحصیل ہو کر جو علماء جا رہے ہیں جو علماء نکل رہے ہیں، ان کے علم سے مکمل طور سے استفادہ کیا جا سکے -

جناب والا! علم کی وہ شمع جس کو ان حضرات نے روشن رکھا ہے اس سے مزید حضرات جو ہیں ان کے سینے روشن اور منور کئے جا سکیں اس ریزولیوشن کے پیچھے یہ مقاصد کار فرما تھے اور یہ مختصر سی تاریخ جو میں نے پیش کی ہے اور میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ اس مسئلہ پر خصوصی توجہ فرمائیں اور علماء اور مدارس عربیہ اسلامیہ کو ان کا جائز عملی مقام دینے کے لئے ان کی سندوں کو تسلیم کیا جائے تاکہ وہ پاکستان کی سرزمین پر عربی کے فروغ کے لئے حکومت جو جد و جہد کر رہی ہے عربی کے یہ بہترین مراکز ہیں اور ان سے استفادہ کیا جائے ان مختصر گذارشات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

Mr. Chairman : Mr. Masud Ahmad Khan.

جناب مسعود احمد خان: جناب چیئرمین! مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کا جو ریزولیوشن ہے اس کا متن یوں ہے کہ جو تنظیم المدارس اہل سنت کے تقریباً ۹۲ مدارس ہیں ان کے سرٹیفیکیٹ کو بی اے کے برابر سمجھا جائے Bachelor of Art کی ڈگری کے برابر سمجھا جائے جناب والا! پہلا سوال تو یہ پیدا ہو گا کہ کونسی یونیورسٹی ان کو affiliate کرے گی کیا یہ مرکزی حکومت کے تحت عام مدارس ہوں گے یا مرکزی حکومت کی جو یونیورسٹی ہے یا فیڈرل گورنمنٹ کے تحت جو یونیورسٹی چل رہی ہے اس میں affiliate ہوں گے

یا ہر صوبے میں جہاں جہاں یہ مدرسے ہیں وہ اپنے اپنے صوبے کی یونیورسٹی سے affiliate ہوں گے؟ پہلی بات یہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مولانا صاحب نے یہ کہا ہے اور مولانا ہر روز کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور کرتے ہیں کہ انگریز کے زمانے میں ان کو جو مقام حاصل تھا وہ آج نہیں ہے - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیو بند اور بریلوی میں جو مدرسے تھے ان کا مقام اس وقت جو تھا وہ کیا ان مدارس سے بلند تھا یا کم ہے؟ دوسری بات میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دینی تعلیم کے فروغ کے لئے اس حکومت نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور ۲۸ سال کے بعد اسلامیہ یونیورسٹی قائم کی ہے جو بہاول پور میں واقع ہے اس میں ایف اے، بی اے، ایم اے اور اس کے بعد research انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا ہے تاکہ دینی تعلیم کے علاوہ دوسری تعلیم جو عام کالجوں میں دی جاتی ہے وہ بھی وہاں دی جاتی ہے تو جو طلباء دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ وہاں جائیں اور عربی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو ڈگریاں بھی ملیں گی مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ ایک خاص مدرسے کا جو protection یہاں کیا جا رہا ہے کیا یہ دینی خدمت ہے' یہ کون سی خدمت ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے مدرسے آپ دیکھیں تو ہر شہر میں خدمت کر رہے ہیں اور یہ صرف عربی زبان کے فروغ کے لئے ہیں اور مولانا صاحب نے خود کہا ہے کہ نیشنل سنٹر میں عربی کی باقاعدہ کلاسیں ہوتی ہیں اور ان کو عربی کورس ختم کرنے پر سرٹیفکیٹ دیئے جاتے ہیں ان کو بی اے کا سرٹیفکیٹ تو نہیں دیا جاتا ہے اس لئے میں مولانا صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بہاول پور تشریف لائیں اور اسلامی یونیورسٹی کے شعبہ جات کو دیکھیں پھر ان مدارس میں جو طلباء پڑھ رہے ہیں ان سے کہیں کہ آپ اس یونیورسٹی میں داخلہ لیں کیونکہ اس میں تمام پاکستان بھر کے طلباء اور تقریباً باہر سے بھی طلباء وہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آ رہے ہیں حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان کا مقصد یہ ہے کہ جامعہ اسلامیہ جو ہے اس کا پہلے نام اسلامی یونیورسٹی رکھا گیا تھا اور اب جامعہ اسلامیہ یونیورسٹی رکھا گیا ہے اور اس کو جامعہ الازہر کے مقابلے میں لایا جائے جناب والا! میں اس ریزولیوشن کی مخالفت کرتا ہوں اور انہوں نے ایک مقصد کے تحت یہ ریزولیوشن پیش کیا ہے کہ تنظیم المدارس اہل سنت کے ۹۲ سکول جو ہیں وہ سارے پاکستان میں قائم ہیں اور وہ اس کے متعلق یہ بھی نہیں فرما سکے کہ کونسی یونیورسٹی میں ان کو affiliate ہونا چاہئے اور اس کے کورس کتنے سالوں کے ہیں اور وہ کتنی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور کیا عربی زبان کا جو ماہر ہے وہ بی اے کی ڈگری حاصل کر سکتا ہے یا نہیں لہٰذا جو کچھ موجودہ حکومت

[Mr. Masud Ahmad Khan]

نے دینی تعلیم کے فروغ کے لئے کیا ہے اور اس یونیورسٹی کے قیام عمل میں آنے کے بعد جو کام کیا ہے اس کی بناء پر میں اس ریزولیوشن کی پر زور مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : جی چوہدری محمد اسلم صاحب ۔

چوہدری محمد اسلم : جناب چیئرمین ! مولانا صاحب نے جہاں اپنے اس ریزولیوشن میں یہ کوشش کی ہے کہ ہاؤس اس کے ریزولیوشن کی ان کے خیالات کے مطابق تائید کرے تو مولانا صاحب نے جو arguments دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان arguments کی وجہ سے مولانا صاحب نے جن مدارس کا ذکر کیا ہے ان کو سرے سے چلنا ہی نہیں چاہئے اور اس ملک میں ان کا وجود ہی نہیں ہونا چاہئے ۔ مولانا صاحب نے بڑے فخر سے بغداد اور مغلیہ تہذیب کے حوالے دیئے ہیں اور یہ کہا ہے کہ مغلوں کا جو اسلامی عہد تھا اس میں یہ ہو رہا تھا۔ تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان مدارس کی کارکردگی یہی تھی ہمارے مولانا صاحب اور ان کی وہاں جو کھیت پیدا ہوتی تھی تو پھر سلطنت بغداد کیوں تباہ ہوئی اور مغلوں کا عہد کیوں ختم ہوا اور انگریز جو ہے وہ ساری دنیا پر چھا گیا اور میں کہتا ہوں کہ اسلام پر انگریز نے کیوں غلبہ پایا ؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک لحاظ سے پوری دنیا پر اور اسلامی ممالک پر مسلمانوں کی حکومتیں تھیں اور اس وقت پوری دنیا کے حاکم مسلمان تھے تو یہ ان مدارس کی غلط قسم کی تعلیم تھی جو تنگ نظریہ کے ماحول میں دی جاتی تھی اور دنیاوی علوم سے بے بہرہ ہو کر دیتے رہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہی کی وجہ سے اسلام کے ساتھ یہ حادثہ رونما ہوا ان علماء اور ان کے قابل شاگردوں کی موجودگی میں اسلام جو ہے وہ محکوم ہو گیا اور اسلامی حکومت جو ہے وہ ختم ہو گئی اور مولانا صاحب نے بڑے تاثر سے یہ فرمایا ہے کہ آپ ریکارڈ پر دیکھ سکتے ہیں کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد ......

Mr. Chairman : Please don't condemn the Maulanas wholesale, because in that case you will be including your friends also.

چوہدری محمد اسلم : جناب ! آپ ٹھیک رماتے ہیں - میں مولانا صاحب کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین : میری بات تو سنیے ۔

If you condemn the class as a whole then many of your friends will be covered by it.

چوہدری محمد اسلم : آل رائیٹ! تو مولانا صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد یہ مدرسے تباہ ہو کر رہ گئے آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کیونکہ انہیں حکومت کی سرپرستی حاصل نہ رہی تو انگریز تو یہ چاہتا تھا کہ اس کی آغوش میں اسکی سرپرستی میں جو مسلمان نوجوان ہیں وہ دنیا جہاں کے علوم سے بے بہرہ ہو کر ان مدرسوں میں صرف و نحو کی بحثیں کرتے رہیں اور نوز معرفت تلاش کرتے رہیں نور معرفت کی تلاش میں لگے رہیں اور یہی وجہ تھی اور مولانا صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ سر سید احمد خان نے زیادہ اہم طریقے سے کیوں اتنی جد و جہد کی اور میں سمجھتا ہوں اور میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتا کہ انہوں نے ان مدارس سے پلٹ کر ماڈرن علوم جو ہیں ان کی طرف قوم کو نہ لاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک سے نہ انگریز جاتا اور نہ یہ پاکستان قائم ہوتا اور نہ ہم اس طرح اسلام کی خدمت کر سکتے جس طرح آج ہم موجودہ پاکستان میں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ میرے خیال میں مولانا صاحب کے ذہن میں شاید نوکریوں کے سلسے میں بات ہے کہ جو لوگ ان مدارس میں پڑھتے ہیں ان لوگوں کو دوسرے سکولوں اور کالجوں میں عربی زبان پڑھانے کے لئے اسی طریقے سے ملازمتیں مل جائیں تو میں سمجھتا ہوں کے جس قسم کی ہمیں ضرورت ہے اور اس وقت جس طرح موجودہ نظام تعلیم چل رہا ہے اس پر مولانا صاحب نے کوئی اعترض نہیں کیا اور وہ پورے مطمئن ہیں اس وقت اساتذہ کی کمی نہیں ہے کہ ہم کوئی سپیشل ذہن کے لوگ ان کے سکولوں میں لا کر بٹھائیں جس طرح آج کل سپیشل ذہن بعض جگہوں پر مسجدوں میں انہوں نے رکھے ہوئے ہیں۔ اسلام کی خدمت ـــــ اسلام کی خدمت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لیکن اسلام کی کوئی وہاں بات نہیں ہوتی ہے جن کا رونا رویا جاتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ چند لوگوں کو اس ملک میں اقتدار کیوں نہیں ملتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ خواہش اس وقت تک پوری نہیں ہوگی جب تک اس ملک کے عوام ان کی تائید نہیں کریں گے۔ جناب والا! مولانا صاحب نے تحریک پاکستان، سرحد کا ریفرنڈم اور دوسرے موقوع پر علماء نے قائد اعظم کی بڑی تائید کی اس لئے ان خدمات کے عوض ان کی ڈگریاں ری کگنائز ہونی چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ علماء سے بڑھ کر کتنے فی صد ان پڑھ لوگ ہیں جنھوں نے بے شمار قربانیاں دیں۔ جنھوں نے جانی قربانیاں دیں اور مالی قربانیاں دیں۔ جناب والا! کیا مولانا صاحب سمجھیں گے جو ان پڑھ لوگ ہیں ان کو بھی ڈگریاں مل جائیں کیونکہ انہوں نے تحریک

[Ch. Mohammad Aslam]

پاکستان میں خدمات سر انجام دیں اور سرحد ریفرنڈم میں اور دوسرے موقعوں پر انہوں نے تحریک پاکستان کی تائید کی تو مولانا صاحب کی دلیل اس سلسلے میں وزنی نہیں ہے - دوسری میری گذارش یہ ہے کہ جس طرح میرے فاضل دوست سینیٹر مسعود اختر صاحب نے فرمایا کہ بہاول پور میں اسلامیہ یونیورسٹی بن چکی ہے تو یہ ہمارے ملک کے ساتھ بڑی زیادتی ہو گی اگر ہم اپنے نوجوانوں کو چند مکتب کے اندر یا ایک مخصوص ذہن کے اندر محدود کر دیں اور ان کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ جدید علوم سے واقف ہو سکیں - حکومت نے جو طریقہ تعلیم نافذ کیا ہے اس میں یہ ہے کہ ہر لحاظ سے عربی زبان اور اسلامی تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی جدید علوم ہیں مثلاً سائنس ہے، میڈیکل سائنس ہے اور دوسری sciences ہیں جن astronomy کی ہمیں ضرورت ہے اور موجودہ زمانے میں رہنے کے لئے اور ترقی کرنے کے لئے جس تعلیم کی ضرورت ہے اس تعلیم کا وہاں بندوبست ہے اور طالب علم اپنی مرضی سے شعبے یا ڈیپارٹمنٹ میں اپنا subject پسند کرتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں - دوسری بات مولانا صاحب نے اپنی قرارداد میں یہ بتائی کہ ان کا جو مکتب ہے اس کی شکل و صورت کیا ہے اور کیسی ہوگی ؟

جناب چیئرمین : چوہدری صاحب ! آپ کی تقریر کرنے کا وقت دس منٹ تھا - جس میں سے نو منٹ گذر چکے ہیں اور صرف ایک منٹ باقی ہے -

چوہدری محمد اسلم : شکریہ، جناب والا ! مولانا صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کے مکتب کی صورت کیا ہوگی اور ہیئت قضائی کیا ہو گی اور یہ بھی نہیں بتایا کہ ان میں کس قسم کی تعلیم یہ طلباء کو دینگے ؟ ہمارے سامنے جو قرار داد ہے اس میں یہ بھی نہیں بتایا کہ ان کے کتنے سال کے مختلف کورسز ہونگے اور کس جماعت کے بعد یہ بی - اے کا سرٹیفیکٹ مانگتے ہیں، آیا دو سال پڑھنے کے بعد بی اے کا سرٹیفیکیٹ چاہئے یا پانچ سال کے بعد بی - اے کا سرٹیفیکیٹ چاہئے ؟ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد vague اور مبہم ہے - ان الفاظ کے ساتھ میں اس معزز ایوان سے گذارش کرونگا کہ اس قسم کی قرارداد جس سے ملک کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو پاس نہ کی جائے - شکریہ -

Mr. Chairman : Thank you very much. Yes, Qazi Faizul Haque.

قاضی فیض الحق : جناب چیئرمین ! میرے فاضل دوستوں نے کافی مدلل طریقے سے اس قرارداد کی مخالفت اور کافی نکات جو میرے ذہن میں تھے وہ بھی انہوں نے explain کئے ہیں - میں صرف ایک دو باتیں عرض کروں گا - جناب والا !

مولانا صاحب نے تاریخ کے حوالے دیئے اور برصغیر ہندوستان پر انگریزوں کے دور کے حوالے دیئے - لیکن میں ان پچھلے ادوار کی تاریخ میں نہیں جاؤں گا - بلکہ یہ عرض کروں گا کہ اپنے ملک پاکستان میں یہ چار پانچ سال پہلے ان کے مدارس کے فارغ التحصیل لوگوں نے اس موجودہ عوامی حکومت کے خلاف جو اسلام کی علمبردار تھی جس نے اسلامی مساوات کا نعرہ بلند کیا اس کو بھی نہ چھوڑا بلکہ اس عوامی پارٹی پر کفر کے فتوے لگائے گئے لیکن یہ ساری دنیا کے سامنے ظاہر ہو گیا کہ یہ جو اسلام کے اجارہ دار بنے ہوئے تھے ان کے یہ کفر کے فتوے ایک صحیح مسلمان پارٹی کے خلاف کس قدر جھوٹے تھے - جناب والا ! آپ انگریز کے دور اور مغلیہ دور کو چھوڑیں - وقت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس چار سال کے عرصہ میں عوامی حکومت نے جس کے خلاف انہوں نے کفر کے فتوے لگائے اور انہیں مدارس کے فارغ التحصیل طلباء اور جماعتوں نے اس عوامی حکومت کے خلاف کفر کے فتوے لگائے جس عوامی حکومت نے اسلام کے لئے بہت کچھ کیا - میرے خیال میں انہوں نے جو برصغیر کا حوالہ دیا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ برصغیر میں اس قدر کام نہیں ہوا جو کہ اس عوامی حکومت نے اسلام کی سر بلندی کے لئے کیا - اس کے بعد مولانا صاحب نے فرمایا کہ میں محکمہ تعلیم کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اس تنظیم المدارس کے سرٹیفیکیٹ کو بی - اے کی ڈگری کے برابر قرار دے تاکہ عربی زبان اور اسلام کی خدمت ہو سکے - مدرسوں ، سکولوں میں عربی زبان پڑھانے کے لئے استاد مہیا ہو سکیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ کیا مولانا صاحب کو اس چیز کا علم نہیں ہے کہ اس وقت ملک میں تمام سکولوں میں عربی اور دینیات پڑھانے والے علماء مقرر ہیں تقریباً کسی گاؤں میں کوئی پرائمری سکول ایسا نہیں ہے جس میں دینیات نہ پڑھائی جاتی ہو - وہ تمام کیا ہیں - وہ پڑھے ہوئے ہیں جو صحیح لوگ ہیں - اگر ان کو ڈگری دی جائے یا نہ دی جائے یا ایک خاص مکتب فکر کے سکولوں کو recognize نہ کیا جائے تو کیا ان لوگوں کو روزگار مہیا نہیں ہیں ؟ کیا وہ لوگ دین کی خدمت چاہتے ہیں جو عربی زبان کے عالم ہیں ؟ کیا ان لوگوں کو روزگار نہیں ملا ہے ؟ ہمیں تو اس بات کا افسوس ہوتا ہے کہ ابھی پچھلے دنوں کوئٹہ بلوچستان میں میرے پاس فورٹ سنڈیمن کے مدرسہ حقانیہ سے جو پچھلے تیس چالیس سال سے کام کر رہا ہے لوگ چندے کے لئے آئے اور کہا کہ ہمارے پاس عربی پڑھانے والے سات آٹھ استاد ہیں اور ان کو ابھی تک ان لائنوں پر چلایا جا رہا ہے کہ ان کو صرف تنخواہیں ہی نہیں دی جا رہیں بلکہ انہیں اس بات پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ دست سوال دراز کریں - اگر ایسا نہ ہو تو پھر

[Qazi Faiz-ul-Haque]

وہ کسی سیاسی جماعت کا آلہ کار بنیں - تب ہم آپ کو تنخواہیں بھی دیں گے سب کچھ دیں گے - یہ تو ان مدارس کی حالت ہے - تو میری عرض یہ ہے کہ کیوں نہیں مولانا صاحب اس ریزولیوشن کی بجائے اس قسم کا ریزولیوشن لے آئے جس پر ہم سب متفق ہوتے ؟ ہمیں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہماری حکومت پہلے ہی عربی زبان کے پڑھانے اور سکھانے میں بڑی دلچسپی لے رہی ہے اگر اس سلسلے میں کوئی مزید اچھا اقدام اٹھایا جائے تو ہم ضرور اس کا ساتھ دیتے - تو کیوں نہ ان تمام دینی مدارس کو مرکزی حکومت نیشنلائیز کر لے تاکہ ایک طرف ان کی ری کگنیشن ہو جائے اور دوسری طرف ان کی affiliation بھی کسی باقاعدہ اسلامی یونیورسٹی سے کی جا سکے - میرے دوست مسٹر مسعود احمد نے فرمایا کہ اسلامی یونیورسٹی بہاول پور کو جامعہ الازہر کی سطح پر لایا جائے ، جو دنیا کی مشہور اسلامی یونیورسٹی ہے ، جہاں عربی کی ، اسلام کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور ان مدارس کی اس کے ساتھ affiliation کر دی جائے - یہ حکومت پاکستان کا عوام پر بہت بڑا احسان ہو گا - اس سے ایک تو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد والی بات ختم ہو جائے گی اور دوسری طرف یہ ہماری حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہو گا کہ تمام مدارس کو ری کگنائز کر لے تاکہ ان مدارس سے جو لوگ فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں وہ صحیح طور پر اس ملک کی خدمت کر سکیں اور معاشرے کی خدمت کر سکیں - اس کے ساتھ میں اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں -

جناب چیئرمین : شکریہ ! کیا وزیر - - - -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : اجازت ہو تو میں پانچ منٹ بات کرلوں ، پھر وزیر صاحب بات کرلیں گے ؟

جناب چیئرمین : صرف پانچ منٹ ، اس سے زیادہ نہیں -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : جناب چیئرمین ! میرے فاضل دوست مسٹر مسعود احمد صاحب اور قاضی صاحب نے اور دوسرے فاضل دوستوں نے غالباً توجہ نہیں فرمائی - میں نے ابتداً عرض کی تھی کہ تنظیم المدارس ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے اور یہ پورے پاکستان میں ۹۲ مدارس کو کنٹرول کرتا ہے اور باقاعدہ امتحانات وغیرہ لیتا ہے - میں نے تفصیل نہیں دی کہ وہ کہاں کہاں ہیں ورنہ تفصیل تو میرے پاس موجود ہے - محض اس خیال سے کہ وقت زیادہ لگے گا میں نے تفصیل نہیں بتائی - میرے پاس فائل موجود ہے - ان کے سرٹیفیکیٹ اور محکمہ تعلیم سے

خط و کتابت موجود ہے ، لیکن اس خیال سے کہ وقت بہت قیمتی ہے میں نے اپنی بات کو صرف ۲۵ منٹ میں ختم کر دیا ۔ میرے پاس ان مدارس کی صوبہ وار فہرست بھی موجود ہے کہ پنجاب میں ، سندھ میں ، بلوچستان میں اور سرحد میں کتنے مدارس ہیں ۔ محترم مسعود صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کہا کہ انگریزی دور حکومت سے اس وقت علماء کا مقام بدتر ہے یہ آپ ریکارڈ دیکھ سکتے ہیں میں نے یہ نہیں کہا ۔ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ میں نے یہ کہا کہ علماء اپنا جائز مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کی سندات کو ری کگنائز کریں تاکہ وہ اپنے علمی ورثے کو باوقار طریقے سے اپنے ملک میں آنے والی نسلوں کو منتقل کر سکیں ۔ جیسے سینیٹر مسعود احمد صاحب نے ارشاد فرمایا یہ بجا ہے کہ اسلامی یونیورسٹی بہاول پور بہت اچھی یونیورسٹی ہے ۔ ان ۹۲ مدارس سے تقریباً ایک ہزار طلباء عالم فاضل ہو کر نکلتے ہیں ۔ ان کا باقاعدہ نصاب تعلیم ہے اور ان کے تمام کاغذات محکمہ تعلیم کے پاس بھی موجود ہیں ۔ یہ ان کا نو سالہ نصاب تعلیم ہے ۔ پہلے بچہ قرآت و تجوید سیکھتا ہے پھر مسلسل نو سال تک درس قرآن ، حدیث اور فقہ یعنی اسلامی جورسپروڈینس پڑھائی جاتی ہے ۔ یہ باقاعدہ نو سالہ نصاب ہے ۔ اسلامی یونیورسٹی بہاول پور بھی ہمارے لئے قابل فخر میراث ہے جو امیر بہاول پور کے زمانے میں جامعہ عباسیہ کے نام سے جاری تھی ، اب وہ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور بن گئی ہے ۔ وہ بہاول پور میں قابل قدر علمی خدمات انجام دے رہی ہے ۔ اس میں اسکی وسعت کے مطابق طلباء داخل ہوتے ہیں ۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ یہ جو مدارس پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ اس تنظیم المدارس کا نو سالہ نصاب ہے اور جو ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے ۔ اس نصاب تعلیم کو حکومت نے منظور کیا ہے ۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ اس کی ڈگری کو بی اے کے برابر تسلیم کر لیا جائے تو وہ لوگ ان مدارس میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایم اے میں داخلہ لے سکتے ہیں ۔ اسلامی یونیورسٹی بہاول پور میں اتنی وسعت نہیں کہ کراچی سے خیبر تک جو ایک ہزار کے قریب علماء ان مدارس سے نکلتے ہیں ، ان کو جگہ دے سکے ۔ جیسے قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس میں ان کے روزگار کا مسئلہ بھی ہے ۔ تو اگر ان کی سندات کو بی اے کے برابر تسلیم کر لیا جائے تو پھر انہیں ملک کی تمام یونیورسٹیوں میں ، پنجاب یونیورسٹی میں ، فرنٹیئر یونیورسٹی پشاور میں ، جامعہ سندھ جام شورو سندھ میں داخلہ مل سکے گا اور وہ ایم اے کر سکیں گے ۔ اس طرح سے جدید اور قدیم علوم کا ایک بہترین امتزاج قائم ہو جائے گا تو یہ ہمارا مقصد تھا اور کوئی غرض ان مدارس کو منظور کرانے کی نہیں ۔ یہ

[Maulana Shah Ahmad Noorini Siddiqi]

تنظیم المدارس کا ایک بورڈ ہے - اس بورڈ کو recognise کرنا ہے کہ حکومت اس کی دی ہوئی ڈگری کو recognise کرے - اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں -

جناب چیئرمین : شکریہ ! جی محمد حنیف خان !

جناب محمد حنیف خان : جناب چیئرمین سینیٹ !

جناب چیئرمین : تو پھر چیئرمین سینیٹ پاکستان بھی کہہ دیجیے - صرف چیئرمین کہہ دینا ہی کافی تھا -

جناب محمد حنیف خان : جناب چیئرمین سینیٹ ! ہر مقرر کے اپنے بھی کچھ احساسات ہوتے ہیں اور وہ اپنے خیالات کو اپنے احساسات کے مطابق ہی ادا کرتا ہے -

Mr. Chairman : All right. Go on, go on. Say what you like.

جناب محمد حنیف خان : زیر تجویز ریزولیوشن جو اس وقت ایوان میں پیش ہے اسے موجودہ حکومت نہایت مستحق نگاہوں سے دیکھتی ہے - اس ریزولیوشن کی مخالفت کرنے سے میرا مقصد صرف یہ نہ تھا کہ یہ ریزولیوشن یعنی ایسا ہے جس پر کوئی اختلاف کیا جائے - موجودہ حکومت کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ جس بنیادی نظریے پر پاکستان بنا ہے اور جن اسلامی اقدار کے لئے ہم نے یہ وطن عزیز حاصل کیا اس نظریے کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے ، اسلامی تعلیم کو زیادہ کیا جائے اسلامی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور دینی تعلیم اور اسلامی علوم میں جتنا بھی اضافہ جس طریقے سے بھی ہو سکے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس کی حوصلہ افزائی کی جائے - موجودہ حکومت نے جس وقت ملک کی باگ ڈور سنبھالی ، تو اس نے پہلا کام یہ کیا کہ تمام مدارس میں ، سکولوں میں ، کالجوں میں اور یونیورسٹی میں اسلامی تعلیم کو ایک ضروری مضمون قرار دیا اور ہر طالب علم ، خواہ وہ کسی بھی جماعت سے کامیاب ہو کر فارغ ہونا چاہے تو یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اسلامی دینیات کے پرچے میں خاطر خواہ طریقے سے کامیاب ہو - اگر دینیات کے پرچے میں کوئی طالب علم کامیاب نہیں ہوتا اگر تمام دیگر مضامین میں کامیاب بھی ہو جائے تو اس کو کامیاب تصور نہیں کیا جاتا اور اس کو مطلوبہ ڈپلومہ ، ڈگری یا سند جو ہے وہ نہیں دی جاتی - اسی مقصد کے لئے بہاول پور میں جو پہلے نواب آف بہاول پور کی ریاست تھی اس میں دینی علوم کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک دارالعلوم موجود

تھا - لیکن حکومت نے اس دارالعلوم کی حدود کو وسیع کیا اس دارالعلوم کی سندات اور ڈگریوں کو مانتے ہوئے جس طرح میرے محترم دوست نورانی صاحب نے فرمایا ہے کہ ان فارغ التحصیلوں کو جائز مقام دیا جائے عزت و وقار دیں اور وہ پہلی دفعہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگیں اور ان کے لئے روزگار کے تمام مواقع اسی طرح مہیا کئے جائیں جس طرح کہ دیگر علوم کے فارغ التحصیل لوگوں کو کئے جاتے ہیں - میں ان سے ایک بات میں اختلاف ضرور کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے کہا کہ انگریزوں نے ان مدارس کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھا لیا ان علماء کو اپنی سرپرستی سے محروم کر دیا - انہوں نے ایسا کہہ کر میں سمجھتا ہوں کہ مسند علماء پر اور ان علم کے خزینوں پر اپنے شبہے کا اظہار کیا ہے ان کے ساتھ نا انصافی کی ہے اور ان کی اس جرأت کی یہ داد نہ دے سکے کہ ان عالموں نے، مدارس کے منتظمین نے باوجود انگریزوں کی ہزار ہا کوشش کے کہ وہ سرپرستی کے ذریعے ان کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں ان کو سیم و زر کا لالچ دیا - انہوں نے ان کی سرپرستی قبول کرنے سے انکار کر دیا -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: میں نے کہا ہے -

جناب محمد حنیف خان: جناب والا! ہم اس بات پر فخر کرتے ہیں ہمارے عالموں نے بغیر کسی لالچ کے دینی علوم کی حفاظت کی اور ہمارے دین کی حفاظت کرنے میں اپنی جانیں تک قربان کرنے سے دریغ نہ کیا - ورنہ اس بات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے ایسے لوگ بھی موجود تھے جن کو انگریزوں نے استعمال بھی کیا اور جو ہمیشہ تنگ نظری کا شکار بھی رہے - جہاں ان مدارس کے فارغ التحصیل طلباء میں سے مولانا شاہ احمد نورانی صاحب بھی ہیں شبیر احمد عثمانی صاحب بھی ہیں وہاں ایسے لوگ بھی سی آئی ڈی کی فہرستوں میں نظر آتے ہیں جنہوں نے کوشش کی کہ وہ اپنے وطن عزیز کے خلاف چند سکوں چند ٹکوں کے عوض اپنی اسلامی اقتدار اور اشعار سے ہٹ کر ہر وہ بات کرنے پر تیار ہو جائیں جو مسلمانوں کے لئے مفید نہ ہو - میں اس پر زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ یہاں پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت موجودہ قیادت کو اس بات کا احساس ہے اور اس احساس کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر اعظم صاحب نے خود اس بات پر توجہ دی اور ہم غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ عالموں کو ان کا جائز مقام دلانے کے لئے عالموں کو صحیح علوم سے بہرہ ور کرانے کے لئے ان کی حفاظت کے لئے ان کے مستقبل کو متعین کرنے کے لئے اور یونیورسٹی بنانے کے لئے ایسا کوئی راستہ ضرور نکالا جائے جس میں وہ اپنے آپ کو ایک

[Mr. Mohammad Haneef Khan]

وطن کی ایک سوسائٹی کے ذمہ دار فرد کی حیثیت سے اس قوم کے سامنے پیش کر سکیں ۔

جناب عالی ! آج سے کچھ عرصہ پہلے مولانا رضوی صاحب نے بھی اسی طرح کی ایک تجویز پیش کی تھی جس میں انہوں نے یہ تجویز کیا کہ ان مدارس کے فارغ التحصیل علماء کو ایم ۔ اے کا درجہ دیا جائے ۔ آج ہمارے سامنے جو ریزولیوشن ہے اس میں اس معزز ایوان سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ ان مدارس کے فارغ التحصیل طلباء جو ہیں ان کو بی ۔ اے کے برابر مقام دیا جائے ۔ جناب چیئرمین ! اگر نیشنل اسمبلی کی تجویز اور سینیٹ کی تجویز کو بالمقابل رکھا جائے تو لامحالہ اس نتیجے پر آدمی پہنچتا ہے کہ ہر دو علماء جو کہ ایک ہی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے ایک ہی مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور جو اپنے مضامین سے بخوبی واقف بھی ہیں ۔ اس بات پر متفق نہیں کہ آیا ان عالموں کو جو مدرسوں سے فارغ التحصیل ہوں بی ۔ اے کے مساوی درجہ دیا جائے یا ایم اے کے مساوی درجہ دیا جائے ۔ جناب عالی ! اس صورت میں حکومت کے پاس ایک ہی طریقہ رہ جاتا ہے جب یہ خود اپنے معیار یا اپنے لوگوں کے معیار کا تعین نہیں کر سکتے تو یہ مشکل ہے ۔ اس معزز ایوان میں اتنے جلدی کوئی فیصلہ کر لینا میرے خیال میں مناسب نہیں ہو گا اور نہ ہی اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو گا ۔ ہمارے پاس ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کا نام ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو یہ کسی کالج یا کسی مدرسے یا کسی ادارے کر اگر وہ منظور شدہ ادارہ ہے تو اس کے معیار کے مطابق جائے مقام دینے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو ادارہ اس کا بہتر طریقے سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ آیا اس کو ایم اے کے برابر درجہ دیا جائے یا بی اے کے برابر درجہ دیا جائے یا اس سے کم درجہ دیا جا سکتا ہے ۔

جناب عالی ! اس میں کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں نے ، جس طرح انہوں نے فرمایا دینی شعاعوں سے ہر کونے کو اپنے علم سے ہر گوشے کو منور کیا ۔ دلوں کی وسعت کو زیادہ کیا ۔ وسعت نظری پیدا کی اور ذہنوں میں نئے افکار اور نیا تخیل ڈالا وہاں جناب عالی ! میں ان سے یہ بھی کہوں گا کہ جس طرح معزز سینیٹر نے کہا کہ اگر اس تجویز پر بھی غور کرتے اگر ایک دینی یونیورسٹی قائم ہوتی اور ان سکولوں کے لئے ایک منظور شدہ ڈگری یا ڈپلومہ دینے کا فیصلہ کرتے تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ یہ تمام سکول اور تمام کالج ، کالج اس لئے کہتا ہوں کہ بی ۔ اے کی ڈگری کا مطالبہ کیا ہے سکول ہوں یا کالج ہوں اس کو یونیورسٹی کے ساتھ اس طرح منسلک کر دیا جائے کہ ہرچے اس یونیورسٹی کے زیر نگرانی

ہوں - وہ ادارے جو باہر ہیں ان کے لئے باہر ارچے تجویز کرے اور جس طرح باقی یونیورسٹیوں میں باقی کالجوں کے امتحان ہوتے ہیں یہ بھی اسی طرح جائیں اور اسی طرح دیکھے جائیں اور اسی طرح ان کا نتیجہ بھی نکلے انہوں نے اپنی تقریر میں جو یہ فرمایا کہ علماء کو ان کا جائز مقام دیا جائے اس طرح ان کو ایک وقار ملے گا ان کی عزت نفس زیادہ ہو گی احساس کمتری کا شکار ہونے سے بچ جائیں گے سوسائٹی میں ان کو اونچی نگاہ سے اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا تو وہ اسی صورت میں ہو گا جس طرح انہوں نے فرمایا کہ جس طرح باقی یونیورسٹیاں سندھ یونیورسٹی یا پنجاب یونیورسٹی یا پشاور یونیورسٹی جس طریقے سے اور جن لائینوں اور خطوط پر امتحان لیتی ہے ان کے بورڈ قائم ہیں - سیکنڈری بورڈ ہے ، ہائیرایجوکیشنری بورڈ ہے ، اسی طرح یونیورسٹی کا بورڈ ہے وہ اگر اسی طریقے سے یہ اگر منظور کریں اور یہ تیار ہوں ان کو اس پر غور کرنا چاہئے اس صورت میں صحیح مقام ان علماء کو ملے گا - اس صورت میں وہ خود بھی صحیح وقار محسوس کریں گے اور لوگوں میں بھی ان کا وقار بلند ہو گا - لیکن اگر آج یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ حنفی فقہ کے اہل سنت کے ان مدارس کو ری کگنائز کیا جائے تو دوسرا school of thought جو ہے دوسرے مکتبۂ فکر کے جو لوگ ہیں اور جو دوسرا نقطہ نظر رکھتے ہیں وہ بھی اپنے سکولوں کے لئے یہی مراعات حکومت سے مانگیں گے اس طرح سے یہ سلسلہ چل نکلے گا اور پانچ مکتبہ فکر یعنی پانچ فقہ اسلام جو ہیں وہ ہر ایک اپنے اپنے فقہ کے لئے ، اپنے مکتبہ فکر کے لئے ، اپنے سکولوں کے لئے انہی مراعات کو حاصل کرنے کی جائز طریقے پر ، اور ان کا حق بھی ہو گا ، کوشش کریں گے تو میرا خیال یہ ہے کہ اس کو University Grants Commission پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ یہ فیصلہ کر سکیں کہ ان کو جو جائز مقام یا وقار لوٹانا ہے یا بنانا ہے تو وہ کس طریقہ سے ہو سکتا ہے اور بہتر طریقہ جس طرح کہ ہاؤس نے تجویز پیش کی ہے یہ ہو گا کہ ان تمام کو یونیورسٹی آف بہاول پور کے ساتھ اس طرح سے منسلک کر دیا جائے کہ وہ یونیورسٹی آف بہاول پور کے نیچے آجائیں اور ان کی سند کو عزت و تکریم جو ہے وہ مل سکے ، میں مولانا صاحب سے عرض کروں گا کہ پہلی دفعہ کسی کے منہ سے ہم نے یہ سنا کہ موجودہ حکومت نے اسلام کے مسئلے میں ' دین کے مسئلے میں ، اچھے کام کئے ہیں - میں مولانا صاحب کو ان کی اس وسعت نظری پر مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حقیقت کا اعتراف کیا ہے اور اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے موجودہ حکومت کی دینی خدمات کو سراہا اور میں امید

[Mr. Mohammad Haneef Khan]

کرتا ہوں کہ وہ اسی وسعت قلبی کا ثبوت دیا کریں گے اور میں ان سے استدعا کروں گا کہ اب وہ اس کو واپس لے لیں - ہم اس کو انشاءاللہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی طرف بھیجیں گے - شکریہ -

جناب چیئرمین : شکریہ جی مولانا صاحب -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اس کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو بھیج رہے ہیں ، کہ ان مدارس کو یونیورسٹی آف بہاول پور کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تو میں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں اور اس پر زور نہیں دیتا -

Mr. Chairman : So, I will put the question to the House.

میں ان کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں -

Now, is he allowed to withdraw his resolution ?

Voices : Yes, Sir.

Mr. Chairman : In view of the observations made by the Minister should he withdraw ? Has he your permission ?

Voices : Yes, Sir.

Tanzeemul Madaris Certificate

Mr. Chairman : It stands withdrawn with the permission of the House.

Now, we take up the next. Yes, Chaudhry sahib.

یہ مدارس اگر بہاول پور یونیورسٹی کے ساتھ منسلک ہو جائیں تو پھر تو مولانا ! آپ کی اور مسعود احمد خان کی دوستی بڑھ جائے گی -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : وہ خوا مخواہ مبارکباد کا سہرا باندھ رہے ہیں کہ میں نے ان کے کارناموں کو روشن اور منور کہا ہے میں نے تو اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کہی -

جناب چیئرمین : وہ آخر بطور منسٹر آف انفارمیشن نہیں بلکہ بطور منسٹر آف ایجوکیشن بول رہے تھے - بس چوہدری صاحب -

(*Interruption*)

Mr. Mohammad Haneef Khan : When nothing is put to the House, anything said by any hon'ble Member cannot form part of the proceedings.

جناب چیئرمین : میں نہیں سمجھا ۔

You are referring to what ?

Mr. Mohammad Haneef Khan : I am referring to the contradictions to my submissions made by the hon'ble Maulana sahib after the resolution has been withdrawn. Now, in connection with that resolution anything that is said by the hon'ble Member is off the record, I think.

Malik Mohammad Akhtar (Minister for Law and Parliamentary Affairs) : I have got to make a submission, Sir.

Mr. Chairman : I am sorry, I was not quite attentive. Did he say anything for Malik Sahib in his absence ?

Malik Mohammad Akhtar : Sir, I have got to make a submission.

Mr. Chairman : First I want to understand the implication of what Mr. Mohammad Haneef Khan has said. I have not been able to understand.

Mr. Mohammad Haneef Khan : Sir, he wanted to contradict me after the matter was settled in this House. So, my submission was that whatever he has said afterwards without the permission of the Chairman in the context of that resolution which has been settled and decided by the House that will be out of the record, and will not form part of the proceedings.

جناب چیئرمین : نہیں ، نہیں آپ نے یہ فرمایا کہ اگر وہ یہاں موجود نہ ہوں ۔

جناب محمد حنیف خان : نہیں جناب ! انہوں نے میری statement کو contradict کرنے کی کوشش کی without your permission

جناب چیئرمین : ہاں ۔

My permission, but I was present.

Mr. Mohammad Haneef Khan : You may be present. We cannot say anything unless you recognize us, sir.

جناب چیئرمین : انہوں نے تو یہ کہا کہ چونکہ ۔ ۔ ۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : یہ تو ودڈرا کرنا پڑے گا ۔ میں نے تو یہ نہیں کہا ۔ میں نے تو یہ کہا ہی نہیں ۔

Mr. Chairman : Oh, yes.

آپ نے جو تقریر فرمائی اس کے بعد آپ نے کہا کہ وہ وڈڈرا کریں - آپ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہو گا کہ وہ وڈڈرا کریں - آگے انہوں نے جواب دینا تھا کہ وڈڈرا کرتا ہوں یا نہیں کرتا - انہوں نے اور گناہ تو نہیں کیا - پہلے گناہ کیا ہو گا - لیکن یہ گناہ نہیں کیا - انہوں نے کہا کہ یہ ادارے یونیورسٹی آف بہاول پور کے ساتھ منسلک ہو جائیں اس میں مد غم ہو جائیں - تو میں اس کے لئے تیار ہوں وڈڈرا کرتا ہوں -

جناب محمد حنیف خان : انہوں نے اصل میں بعد میں آٹھ کر جو دوسری بات کہی ہے - میں نے اس کے متعلق عرض کیا ہے -

جناب چیئرمین : وہ میں نہیں سمجھا -

جناب محمد حنیف خان : انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت اسلام کی خدمت نہیں کر رہی ہے -

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : سر ! وہ تو اس کا پارٹ بنے گی اور جتنی باتیں بعد میں کہی ہیں وہ اس کا پارٹ بنیں گی - بعد میں میں نے جو کہا ہے کہ میں آپکی suggestion قبول کرتا ہوں - کیونکہ آپ نے بڑی اچھی suggestion دی ہے میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے اس کو قبول کر لیا -

جناب چیئرمین : ان کا بھی فیصلہ ہو گیا -

Maulana Sahib has withdrawn.

ملک محمد اختر : سر ! میں نے ایک موشن کرنی ہے -

جناب چیئرمین : آپ موشن کرتے ہیں یا موو کرتے ہیں ؟

ملک محمد اختر : جناب بات یہ ہے کہ میں نے ہاؤس میں ایک موشن کرنی ہے -

Mr. Chairman (smiling) : I would not allow you.

ملک محمد اختر : جناب یہ جو رولز آف پروسیجر ہیں سینیٹ کے ان ساروں سے مولانا کو exempt کر دیا جائے - یہ ان کے لئے suspend کر دئیے جائیں -

جناب چیئرمین : آج تو وہ to the point ہیں ریلیونٹ ہیں - بڑے reason- able ہیں - بڑے مؤدب ہیں -

ملک محمد اختر : جناب ! اس کے لئے میرے پاس آرگومنٹس بھی ہیں -

Whenever he speaks difficulty arises, when difficulty arises the rules should be suspended.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی : سب سے بڑی difficulty تو یہ خود ہیں ۔

جناب چیئرمین : یہ جو ریزولیوشن نمبر ۸ ہے ۔

RESOLUTION *Re* : SUPPLY OF SUI GAS TO MANDI BAHAUDDIN ON PRIORITY BASIS

جناب چیئرمین : اس کے جو متعلقہ منسٹر ہیں محمد یوسف خٹک صاحب وہ یہاں پر نہیں ہیں ۔

(اس مرحلے پر چوہدری ممتاز احمد کھڑے ہوئے)

جناب چیئرمین : یہ خٹک صاحب کے متعلق ہے آپ ان کی جگہ ارشاد فرمائیں گے ؟

چوہدری ممتاز احمد (وزیر مملکت برائے خوراک) : میں جواب دوں گا ۔

Mr. Chairman : All right

چوہدری محمد اسلم : جناب چیئرمین ! آپ کی اجازت سے ۔ ۔ ۔

Mr. Chairman : Let us now settle down Masud Ahmad Khan, Chaudhry Sahib is moving the resolution.

چوہدری محمد اسلم : جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں یہ ریزولیوشن موو کرنا چاہتا ہوں اور ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ ہاؤس اس ریزولیوشن کو پاس کرے ۔

Mr. Chairman : You move the formal resolution.

Ch. Mohammad Aslam : Sir, I move :

> "The Senate is of the opinion that WAPDA do supply Sui Gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Ch. Mumtaz Ahmad : Opposed, Sir.

Mr. Ihsanul Haq : Sir, I am on a Point of order.

Mr. Chairman : You are on a Point of order?

Mr. Ihsanul Haq : Yes sir, regarding this resolution. Sir the Resolution says "Senate is of the opinion that WAPDA do supply Sui gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis" Sir, WAPDA is a different body and this body has nothing to do with the supply of gas in the country. So, in the very off-set this resolution is out of order.

Ch. Mohammad Aslam : Point of order. Sir, this is not the point of order.

Mr. Chairman : There cannot be point of order over the Point of Order. Let me first dispose of that point of order.

Mr. Ihsanul Haq : Sir, the wording of the resolution is that......

Mr. Chairman : No, do not read it. It has been read twice. Now, the question is, when I have admitted it to be in order, you will be challenging my decision, I might have done it wrongly, you see, I do not claim perfection in every thing. But this was placed before me and I allowed it as a proper resolution and it is for the Minister concerned to say and it is not for you to challenge on this point that WAPDA has nothing to do with it. No doubt you are quite competent to challenge the assertion, you can oppose it, not only oppose it, you can oppose it tooth and nail and the Minister concerned can hit him back that WAPDA has nothing to do with it. It is very easy. Once I allowed the resolution it cannot be challenged.

Mr. Ihsanul Haq : Sorry, Sir. But I want to bring to your notice that the wording is not in order.

Mr. Chairman : Let the Minister concerned say that WAPDA has nothing to do with it. Now the matter ends there. All right, Mr. Minister you are opposing it.

Ch. Mumtaz Ahmad : Yes Sir, I oppose it.

Mr. Chairman : Now, Chowdhry Sahib, you can speak. You are asking WAPDA to do certain things but WAPDA is not competent.

چوہدری محمد اسلم : جناب چیئرمین ! میری یہ گذارش ہے کہ چونکہ واپڈا نے ایک ایسا مفہوم assume کر لیا ہے اور جو منسٹری فیول پاور اور نیچرل resources ہے اس کا جتنا بھی کام ہوتا ہے وہ تقریباً واپڈا کے مختلف ادارے یا وہی لوگ کرتے ہیں جو واپڈا سے متعلق ہیں اور یہ کامن منسٹری ہے اور عام طور پر یہی تاثر ہے کہ fuel کا جو کام ہے یہ واپڈا کر رہا ہے بہر حال منسٹری نے اپنا اگر کوئی internal break up کر کے واپڈا سے اس کو علیحدہ رکھا ہے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہو گی کیونکہ واپڈا کے متعلق میرے خیالات کچھ اچھے نہیں ہیں اور اگر اس سفید ہاتھی سے جو اس ملک کی معیشت کو چوس رہا ہے اور جونک کی طرح خون چوس رہی ہے اور اگر اس لعنت سے اس کو علیحدہ رکھا ہوا ہے تو یہ اور بہتر ہو گا بہرحال اگر آپ اجازت دیں اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعلق واپڈا سے نہیں ہے اور سوئی ناردرن اس محکمے کی انچارج ہے اور واپڈا کا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے تو میں آپ کی اجازت سے اس میں ترمیم کر لیتا ہوں -

Mr. Chairman : Yes, I have no objection. Will the Minister inform me and the House as to whose job is it to supply Sui Gas—the authority,

the competent and appropriate authority which supplies Sui gas to the towns, cities......

Ch. Mumtaz Ahmad : Sir, this is Sui Northern Gas. WHPDA does not supply Sui gas. This resolution is incorrect.

Mr. Chairman : What is the authority ?

Ch. Mumtaz Ahmad : Sui Northern Gas.

Mr. Chairman : Sui Nothern Gas ?

Ch. Mumtaz Ahmad : Yes Sir.

Mr. Chairman : Is it a firm ?

Ch. Mumtaz Ahmad : Yes Sir, it is a firm.

چوہدری محمد اسلم : میرے خیال میں یہ اس طرح بہتر ہو گا ۔

جناب چیئرمین : بہتر ہے پہلے تو آپ امنڈمنٹ موو کریں لیکن وہ بھی تو گورنمنٹ ایجنسی نہیں ہے وہ تو نان گورنمنٹ ہے ۔

Ch. Mumtaz Ahmad : Sir, this is semi-Government organization, it is autonomous.

Mr. Chairman : It may not be completely semi-autonomous. It may be autonomous. Yes Chaudhry Sahib please move.

Ch. Mohammad Aslam : "The Senate is the opinion that Sui gas be supplied to Mandi Bahauddin on priority basis."

Mr. Chairman : Read it again.

Ch. Mohammad Aslam : "Sui gas be supplied to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Mr. Chairman : You formally move this amendment. You say "that I move an amendment to my this resolution. You formally move your verbal amendment. Mr. Ihsan you can help him.

Mr. Ihsanul Haq : Sir, I move :

> "The Senate is of the opinion that Sui Northern Gas Pipeline Ltd. do supply sui gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

This is the correct word for the northern region. There are two or three companies. Indus Sui Gas is the parent company for the northern areas or other area. The Sui Northern Gas Pipeline Ltd. is the word of the Company.

Mr. Chairman : You want to substitute these words ?

Mr. Ihsanul Haq : That will be better and proper.

Mr. Chairman : I allowed him to put the amendment, but I will put it to the House.

Mr. Ihsanul Haq : Should I move the amendment ?

Mr. Chairman : Yes, you can.

Mr. Ihsanul Haq : Sir, I beg to move that the resolution which stands in the name of Ch. Mohammad Aslam should be amended as :

> "That the Senate is of the opinion that Sui Northern Gas Pipeline Ltd. do supply sui-gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Mr. Chairman : The amendment moved by Mian Ihsanul Haq is that :

> "The Senate is of the opinion that Sui Northern Gas Pipeline Ltd. do supply sui-gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Yes, the Minister, you want to say some thing ?

چوہدری ممتاز احمد : آپ کی اجازت سے میری ایک submission ہے - اب چونکہ ریزولیوشن کی شکل بدل گئی ہے اور ہمیں سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹیڈ سے مٹیریل چاہئے اس لئے اس کو defer کیا جائے -

Mr. Chairman : It is perfectly reasonable because previously you had to say something on behalf of the Government......

Mr. Masud Ahmad Khan : I may please be allowed to speak because I want elucidation of this amendment. I don't think, the Senate can direct a semi-autonomous body to carry out its resolution. I think, the resolution moved by the mover was more appropriate.

Mr. Chairman : There is a technical objection and if we can remove it by having an amended resolution as has just been moved by Mian Ihsan-ul-Haq .....

Mr. Masud Ahmad Khan : I am visualizing the difficulty. The amendment put forward by Mian Ihsan-ul-Haq is not an appropriate one because the Senate, through a resolution, cannot direct an autonomous or a semi-autonomous body to carry out that resolution. This is my own personal view. I think, the mover had moved an appropriation resolution.

Mr. Chairman : You see there is much force in the argument of Mr. Masud Ahmad Khan that since it is a semi-autonomous body, is the Senate competent to direct them ?

Ch. Mohammad Aslam : He has suppotred my amendment.

Mr. Chairman : In this respect if we read rule 115 (2) which lays down—

> "The resolution shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government or to a matter in which the Government has substantial financial interest."

The words are "primarily the concern of the Government". So, your resolution must relate to a matter which is primarily the concern of the Government and not of a company.

Ch. Mohammad Aslam : This is not a private company.

Mr. Chairman : This is a question of fact. He has raised a technical objection. Whether it is a Government or a semi-Government organization I don't know much about that. However, rule 115 (2) .....

Mr. Mohammad Haneef Khan : May I explain the factual position ?

Mr. Chairman : Yes.

Mr. Mohammad Haneef Khan : Sui gas comes under the purview of Fuel and Natural Resources Ministry. It is a semi-autonomous body and the Government has got authority to direct the policy of this Company. When this resolution will be discussed or passed then this House will be communicating its wishes to the Ministry of Fuel, Power and Natural Resources and then it will be for that Ministry to direct the policy as decided by this honourable House. In that way, this resolution becomes relevant. It becomes relevant in the context that if the resolution is passed or any direction is issued by this House then the Ministry for Natural Resources will see to it that it is carried out.

Mr. Chairman : We are concerned with rule 115(2) which says :

> "The resolution shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government........"

Mr. Mohammad Haneef Khan : The policy is primarily the concern of Natural Resources Ministry.

Mr. Chairman : It "shall relate to a matter in which the Government has substantial financial interest.".

Mr. Mohammad Haneef Khan : Government has got substantial financial interest in this Company.

Mr. Chairman : If the Government has substantial financial interest in this Company, then we have to give up the word "WAPDA", and we have to say "Government do supply it".

جناب احمد وحید اختر : جناب چیئرمین ! یہ جتنی گفتگو ہم چند منٹ سے کر رہے ہیں یہ کیسے ریلیونٹ ہے ؟ یعنی ایک ترمیم جناب احسان الحق صاحب نے موو کی اور جناب نے بھی اسے پڑھا اور وہ ترمیم اپوز نہیں ہوئی تو پہلے اورجنل ریزولیوشن پیش ہو گی اس کے بعد اورل ترمیم آئے گی یا اورل ترمیم accept ہو تو پھر اس سے آگے اس پر کس حد تک گفتگو ہو سکتی ہے یعنی جب تک ٹیکنیکل اورل ترمیم کے مقدر کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک باقی باتوں پر گفتگو نہیں ہو سکتی -

جناب چیئرمین : یہ ایوان اس طرح بے بس نہیں ہے جس طرح آپ کہہ رہے ہیں -

جناب احمد وحید اختر : جناب والا ! ویسے جو چوہدری صاحب کی ترمیم آئی ہے پہلے وہ اپوز ہونی چاہیئے -

جناب چیئرمین : انہوں نے کہا کہ واپڈا سوئی گیس سپلائی کرے مسٹر احسان الحق نے کہا کہ واپڈا سوئی گیس نہیں دے سکتا اور اس سلسلے میں جو سوئی گیس ناردرن لمیٹیڈ کمپنی ہے اس کو کہہ دیں تو انہوں نے جو پرائیوٹ کمپنی کا اعتراض اٹھایا ہے اس کا سینیٹ کے ساتھ کیا تعلق ہے ؟ لیکن مسٹر محمد حنیف خان منسٹر نے کہا کہ اس کمپنی کے ساتھ گورنمنٹ کا تعلق ہے کیونکہ گورنمنٹ اس کے لئے پالیسی بناتی ہے اور گورنمنٹ اس کمپنی کو instructions اور directions دے سکتی ہے کہ ایسا کرو یا ایسا مت کرو اور ہم اس پر غور کر رہے ہیں تو appropriate authority اور competent authority کون ہے جو منڈی بہاؤالدین کو سوئی گیس دے سکے ؟ گورنمنٹ ہے یا کمپنی ہے یا واپڈا ہے ؟ تو میرے خیال میں معلوم یہ ہوتا ہے کہ براہ راست واپڈا کا سوئی گیس سے کوئی تعلق نہیں ہے - جیسے مسٹر احسان الحق صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کا تعلق ایک کمپنی سے ہے -

Mr. Ahmad Waheed Akhtar : It is under the control of the Ministry of Natural Resources.

جناب چیئرمین : یہ under the control of the Ministry of Natural Resources ہے جس کا اس میں financial interest ہے - وہی اس کے متعلق پالیسی lay down کرتی ہے - وہ منسٹر کا نام نہیں لیں گے وہ گورنمنٹ کا نام لیں گے کہ ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ اس قرار داد کو کیسے ریلیونٹ بنایا جائے یا appropriate form میں ترمیم کی جائے تاکہ کوئی اور ٹیکنیکل objection نہ ہو کیونکہ یہ

question of fact ہے - لیکن اس سلسے میں مجھے خود معلوم نہیں -

I think, many of the Members are not aware as to why this resolution has given rise to so many divergent views. Nobody knows for certain as to which is the appropriate authority competent to supply Sui-gas.

Mr. Mohammad Haneef Khan : I have submitted that the competent authority is the Federal Government in the Ministry of Natural Resources.

Mr. Chairman : You have made it quite clear.

Shaikh Mohammad Rashid (Ministre for Food and Agriculture, under developed Areas and Land Reforms) : I don't think there is any necessity of mentioning the name of Government. The wording of the resolution should be that "this House is of the opinion that Sui-gas should be supplied to such and such village". It is immaterial whether the Company is private or semi autonomous. It is primarily the concern of the Government as to which region or district needs Sui-gas on priority basis. This is a policy matter.

Mr. Chairman : Then the word "WAPDA" should be omitted.

Shaikh Mohammad Rashid : It is a Government body.

Mr. Chairman : Then what should be the wording of the resolution ?

Shaikh Mohammad Rashid : The resolution moved by Mr. Aslam was appropriate.

Mr. Chairman : I think, the wording should be that "the Senate is of the opinion that the Federal Government do supply Sui-gas....."

جناب احمد وحید اختر : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب حسان الحق صاحب نے ایک اورل ترمیم موو کی جو جناب چیئرمین ! آپ نے بھی پڑھی تو اپ جب تک آپ اس اورل امینڈمنٹ کے مقدر کا فیصلہ نہیں کریں گے اس وقت تک یہ نئی کیسے آسکے گی ؟

میاں مسعود احمد : پوائنٹ آف آرڈر -

جناب احمد وحید اختر : جناب والا ! میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں -

جناب چیئرمین : مسعود احمد خان - ان کو پوائنٹ آف آرڈر explain کرنے دیں -

جناب احمد وحید اختر : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ جو oral ترمیم جناب احسان الحق صاحب نے موو کی اس کو جناب چیئرمین ! صاحب آپ نے بھی پڑھا تو اب جب تک اس oral ترمیم کے مقدر کا فیصلہ آپ نہیں کریں گے اس وقت تک آگے کیسے چلیں گے ؟

Mr. Chairman : Technically you are correct.

Mr. Ahmad Waheed Akhtar : There cannot be any other oral amendment.

Mr. Chairman : I want some solution.

جناب احمد وحید اختر : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میاں احسان الحق صاحب کی جو oral ترمیم ہے پہلے وہ reject ہو جائے اس کے بعد کارروائی آگے چلے گی -

Mr. Chairman : I understand that it will be rejected. We want some concensus of the House on a certain point, and what I feel, after the two Ministers have explained the position, is that the wording of the resolution should be "that the Senate is of the opinion that the Government do supply Sui-gas". Now, how to move that ? First of all, I will put the original amendment to the House and, naturally, it will be rejected, because it is out of tune with the actual facts. Then, somebody should move another amendment.

جناب احمد وحید اختر : جناب والا ! اس کے بعد اورل ترمیم آجائے گی -

Mr. Chairman : This is only a procedural debate. I don't think it will lead us to anywhere. It will lead us to a dead lane.

جناب مسعود احمد خان : جناب والا ! میں عرض کروں کہ احمد وحید اختر صاحب کو اس بات کی غلط فہمی ہوتی ہے کہ پہلی ترمیم جو خود موور نے پیش کی ہے اس کو اپوز کیا جانا چاہئے تھا اور دوسری ترمیم جو پیش کی ہے اس کو کسی نے اپوز نہیں کیا -

Mr. Chairman : This is only a procedural debate and I do not think it will lead us anywhere. It will lead us in a dead lane. He did not actually formally move that suggestion or amendment. Before I could allow him to move his amendment, Mr. Ihsanul Haq got up and he formally moved his amendment. So, first I will have to put before the House the amendment of Mr. Ihsahul Haq. The House can say 'no' or 'yes' to it.

I put the amendment.

The amendment moved by Mr. Ihsaul Haq to the original resolution is :

That it should be read like this :

> "The Senate is of the opinion that Sui Northern Gas Pipelines Ltd., do supply Sui-Gas to Mandi Bahauddin on priority basis."

(*The motion was negatived.*)

Mr. Chairman : The amendment stands rejected. But that does not mean any aspersion on the mover. It is a technical thing. Now, any other gentleman can move another amendment.

Mr. Afzal Khan Khoso : Sir, I beg to move an amendment.

I beg to move that :

> "The Senate is of the opinion that the Federal Government do supply Sui gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Mr. Chairman : Exactly, this is what the two Ministers have agreed to. This would be the proper form of the amended resolution.

Now, the amendment moved by Mr. Afzal Khan Khoso is that :

> "The Senate is of the opinion that the Federal Government do supply Sui-Gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Should this amendment be allowed ?

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Now, the resolution stands amended. Ch. Aslam Sahib, of course, you agree to it. Do you accept this amendment ? In fact you have no other option, otherwise your resolution will be thrown out.

Ch. Mohammad Aslam : Yes, Sir, I accept it.

Mr. Chairman : So, the resolution in the form of an amended resolution is before the House, that "the Federal Government do supply Sui-gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis". This is the resolution now before the House.

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! میری درخواست یہ ہے کہ یہ واپڈا سے متعلق نہیں تو اس کے جواب کے لئے اسے اگلے ہفتے پر ملتوی کر دیا جائے تاکہ سوئی ناردرن گیس سے پوری تفصیل لے کر ہم انہیں بتا سکیں - اس وقت تک وزیر متعلقہ بھی تشریف لے آئیں گے -

چوہدری محمد اسلم : جناب والا ! جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے وہ درست ہے - میں پورے ایوان کا مشکور ہوں کہ جناب چیئرمین ! پورے ایوان نے میری اس ریزولیوشن کو درست کرنے میں ، مدد کی - بہر حال اگر وزیر صاحب کہتے ہیں کہ وہ اس پر صحیح طور پر توجہ نہیں دے سکے اور اسے ملتوی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں -

Mr. Chairman : There is no harm if it is deferred.

چوہدری محمد اسلم : جی ہاں ! مجھے کوئی اعترض نہیں -

Mr. Chairman : Let it be formally moved.

Ch. Mohammad Aslam : Mr. Chairman with your permission, I beg to move that :

> "The Senate is of the opinion that the Federal Government do supply Sui-Gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Mr. Chairman : Yes, the amended resolution moved is :

> "The Senate is of the opinion that the Federal Government do supply Sui-Gas to Mandi Bahauddin Town on priority basis."

Ch. Mumtaz Ahmad : Opposed, Sir.

چوہدری محمد اسلم : جناب والا ! اس میں اپوز کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - جب وزیر صاحب آئیں گے تو وہ اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکیں گے اور اپوز بھی کر سکیں گے -

Mr. Chairman : His request actually is that since the Minister concerned is not present today so it may be postponed.

Ch. Mohammad Aslam : He cannot oppose it.

Mr. Chairman : No, he can oppose it.

Mr. Mohammad Haneef Khan : Sir, the honourable Minister opposes it only for that reason that if he does not say anything that would

be deemed to have been accepted by the Ministry. So, he opposes it not literally but he wants the postponement of the resolution as it stands amended in the Senate.

Ch. Mohammad Aslam : He is opposing it.

Mr. Mohammad Haneef Khan : It is actually for the concerned Minister to come and give his views.

Mr. Chairman : Ch. Sahib, the position is that the Minister of State is passing on your amended resolution with the word 'opposition' to the Minister concerned for consideration at the postponed date lest that Minister should say why it was not opposed. So, you understand it is a simple thing. It is only formally said 'opposed'. The real discussion will be taken up on the day when the Minister concerned is present.

چوہدری محمد اسلم : جناب والا ! اگر اس روز بھی وزیر صاحب اپوز کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں - یہ تو پہلے ہی اسے اپوز کر کے چھوڑ رہے ہیں اور خود فرما بھی رہے ہیں -

چوہدری ممتاز احمد : جناب والا ! انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے درست ہے لیکن حکومت کچھ اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے -

Mr. Chairman : Listen, do not cut me short. You cannot force the Minister to say 'yes' to your resolution. It is quite open to him to say 'yes' or 'no'.

Ch. Mohammad Aslam : But, Sir, on the one hand he has requested that it should be postponed because he is not prepared for the arguments today in the light of this amended resolution but at the same time he opposes it.

Mr. Chairman : I would put it in simple language. What he means to say is that 'I am not in a position to say 'yes' to it or to accept it, and the Minister concerned is not here. So, it be postponed. The words used by him are not very material. What he means to say in substance is this : 'That since I am not a Minister in a position to meet this resolution so, I am not going to accept it. I am not going to take the responsibility of the acceptance of this resolution. The Minister concerned, when he is present, he will reply to the debate'.

راؤ عبد الستار (قائد ایوان) : جناب ! ڈیڑھ بج چکا ہے اور جمعہ کا دن ہے - ہماری یہ درخواست تھی کہ بہتر یہ ہے کہ اسے اگلے سیشن میں لے لیا جائے جب جب وزیر متعلقہ بھی یہاں ہوں گے -

Mr. Chairman : So, should this amended resolution be postponed to some other day ?

Voices : Yes.

Mr. Chairman : All right, this resolution moved by Ch. Mohammad Aslam stands deferred to the date when the Minister concerned is present.

I think, there is very little time left now to take up another resolution. It is Friday. All of you are anxious to run to the mosques to say your 'Juma' prayers particularly Mr. Ihsanul Haq. So, we meet on Monday ?

Rao Abdus Sattar : Monday evening.

Mr. Chairman : At 5 p.m. ?

Rao Abdus Sattar : Yes, Sir, 5 p.m.

Mr. Chairman : All right, the House stands adjourned to meet again at 5 p.m. on Monday, 17th May, 1976.

(The Senate then adjourned till five of the clock in the evening on Monday, May 17, 1976)